إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ

سلسلہ حالات خلفائے راشدین

نمبر اوّل

مختصر و مکمل

سیرت صدیق اکبر

یعنی

صحیح سوانح عمری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(خلیفہ اوّل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

از روئے احادیث صحیحہ و معتبرہ و آیات ظاہرہ و باہرہ

پرنٹر پریس شیر از نوری

حسب فرمائش شیخ الٰہی بخش و محمد جلال الدین تاجر الکتب لاہور

اسلامیہ سٹیم پریس یکیدروازہ لاہور میں باہتمام

منشی محمد لیق خاں پرنٹر چھپا

فہرست مضامین کتاب ہذا

نمبر شمار	نام عنوان مضمون	نمبر صفحہ
۱	دیباچہ وخلاصہ حالات خلافت حضرت صدیق	۱
۲	شروع کتاب نام ولقب حضرت صدیق	۳
۳	حسب ونسب حضرت صدیق رضؓ	۴
۴	صفت حضرت ابوبکر صدیق رضؓ	۵
۵	آپکی پیدائش عمر شریف اور سن وفات	″
۶	حضرت ابوبکر صدیق کا حلیہ مبارک	۷
۷	آپ کی تعلیم وقابلیت کا حال	″
۸	آپ کا کسب وطریق معاش	۹
۹	آپ کا سابقہ مذہب	″
۱۰	آپ کا شریفانہ چالچلن	۱۰
۱۱	سب سے اول آپ کا اسلام لانا	۱۱
۱۲	قصہ بحیرا راہب	۱۲
۱۳	آپ کی حضوری در دولت نبوی پر	۱۳
۱۴	آپ کے ایمان کی کیفیت	۱۴
۱۵	آپ کی ہدایت سے دیگر صحابہ کا ایمان لانا	″
۱۶	بیان اُن حادثوں کا جو بعد ایمان حضرت صدیق پر واقع ہوئے	۱۵
۱۷	عام دعوت اسلام	″
۱۸	ایک سخت تکلیف کا موقعہ	۱۷
۱۹	حضرت بلال کا واقعہ تکلیف	۱۹
۲۰	حضرت بلال کو خرید لینے کا ذکر	۲۰
۲۱	سات لونڈی غلاموں اور عامر بن فہیرہ وغیرہ کا حال	۲۲
۲۲	آپ کے اخراجات دین اسلام کیواسطے	۲۴
۲۳	ہجرت کا حال اور حضرت صدیق رضؓ	۲۵
۲۴	مکہ سے روانگی اور غار ثور کا حال	۲۸

نمبر شمار	نام عنوان مضمون	نمبر صفحہ
۲۵	غار سے روانگی بطرف مدینہ طیبہ	۳۲
۲۶	ام معبد کا گھر اور اس کی بکری کا حال	۳۳
۲۷	حال سراقہ بن مالک جو واسطے گرفتاری حضرت کے آیا	۳۴
۲۸	آنا بریدہ اسلمی کا واسطے گرفتاری حضرت کے	۳۶
۲۹	داخل ہونا حضرت کا مدینہ مبارک میں	۳۷
۳۰	احادیث دربارہ فضیلت وخلافت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ	۳۹
۳۱	حضرت رسول کریم کی بیماری کا حال اور حضرت ابوبکر کی تقرری امامت وخلافت پر	۴۳
۳۲	حالات وفات حضرت رسول کریم وخلافت حضرت ابوبکر	۴۵
۳۳	وفات شریف پر حضرت صدیق کا خطبہ	۴۶
۳۴	وفات شریف پر حضرت عمر رضؓ کا خطبہ	۴۷
۳۵	حال بیعت خلافت حضرت صدیق رضؓ	۴۸
۳۶	خطبہ دوسرا اور بیعت عامہ	۵۰
۳۷	نبی صلعم کی تدفین کا حال	۵۲
۳۸	حالات عہد خلافت حضرت ابوبکر صدیق	۵۳
۳۹	حال روانگی وفتح لشکر اسامہ بن زید	۵۴
۴۰	انجام اسود عنسی کذاب مدعی نبوت	۵۵
۴۱	حال طلیحہ بن خویلد کذاب مدعی نبوت	۵۶
۴۲	حال سجاح بنت الحارث مسیلمہ کذاب	۵۷
۴۳ ۴۴	قتل مسیلمہ کذاب بحرین اور یمن وغیرہ میں انتظام اسلام	۵۹ ۶۳
۴۵	حالات بیماری حضرت صدیق رضؓ	۶۴
۴۶	حالات وفات حضرت صدیق رضؓ	۶۶
۴۷	خطبہ حضرت علی رضؓ بر وفات حضرت صدیق	۷۰
۴۸	حضرت صدیق کے عیال واطفال کا حال	″

دیباچہ

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام
علی خاتم النبیین محمد والہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

اما بعد ناظرین کو واضح ہو کہ اگرچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات مفصل طور سے بڑی بڑی کتب تواریخ واحادیث میں مندرج ہیں اور علیحدہ یکجا اکٹھے طور پر دیکھنے کیلئے بھی کئی ایک کتابیں چھپ گئی ہیں لیکن آپ کے صحیح صحیح حالات وسوانح عمری جو صرف احادیث صحیحہ ومعتبرہ وآیات ظاہرہ وبا ہرہ سے ثابت ہوں اور ایک ایسی مختصر کتاب کی صورت میں ہوں جو ہر طرح سے مکمل بھی ہو اس وقت تک آسانی سے نہیں مل سکتے۔ اسیواسطے یہ کتاب مختصر ومکمل سیرت صدیق اکبر یعنے سوانح عمری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حسب فرمائش جناب فیضمآب محامد انتساب شیخ جلال الدین صاحب قریشی مالک ومہتمم دوکان شیخ الٰہی بخش ومحمد جلال الدین تاجران کتب لاہور کشمیری بازار مرتب کرکے نذر ناظرین کی گئی ہے اسمیں مختلف کتب حدیث وسیر اور خصوصاً کتاب نعم الرفیق فی مناقب الصدیق سے (جو کہ مشہور ومعروف اہل سنت عالم ربانی حضرت مولانا مولوی عبدالرب صاحب مرحوم ومغفور دہلوی کی تالیفات سے نہایت ہی مستند ومسلم مانی گئی ہے) مضامین لئے گئے ہیں اور بطور خلاصہ ان تمام حالات خلافت حضرت ابوبکر صدیق کا بیان بھی ذیل میں تحریر کردیا جاتا ہے جو کہ تاریخ اسلام میں مندرج ہے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی کثرت رائے اور جماعت موجودہ اہل اسلام کے

(اسلامیہ سٹیم پریس بکی دروازہ لاہور میں باہتمام منشی محمد اسحٰق خان، پرنٹر کے حصہ)

اجماع سے خلیفہ ہوئے آپ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر تھے
قبیلہ ان کا بنی تمیم تھا سنہ ۶۳۲ء مطابق سنہ ۱۱ ہجری نبوی میں آپ خلیفہ ہوئے
قرآن مجید کی آیتیں جو مختلف چمڑوں اور پتوں پر متفرق لکھی ہوئی تھیں، یا لوگوں
کو حفظ تھیں سب ایک جگہ جمع کر کے آپ کی نگرانی میں لکھی گئیں حضرت عمرؓ کے
عہد میں اس کی اور تکمیل ہوئی، پھر حضرت عثمانؓ کے وقت میں کامل ترتیب و تکمیل
و تکثیب برائے اشاعت عمل میں آئی اور اسی کے بموجب اب تک تمام عالم میں رائج ہے،
حضرت صدیق کے پہلے سنہ خلافت میں ایک عورت سجاح بنت الحارث
بن سوید تمیمہ نے پیغمبری کا دعوے کیا، اور بنی تمیم اور تغلب اس کی ننھیال کے
قبیلہ کے لوگ اس کے تابع ہو گئے ان ہی دنوں میں مسیلمہ کذاب نے بھی دعوے
نبوت کا کیا اور ان دنوں میں کچھ اس طرح کا ارتباط ہوا کہ لوگ ان سے
بد اعتقاد ہو گئے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ پر فوج کشی کی،
اور مسیلمہ مارا گیا یہ خلیفۃ المومنین بہت ہی رحمدل تھے، ان کے عہد میں فارس
پر فوجکشی ہوئی اور ملک شام پر بھی لشکر اسلام گیا سنہ ۶۳۴ء مطابق سنہ ۱۳ ھجری
نبوی میں وفوس اس کے سر لشکر کو گرفتار کیا، اور اول سب سے پہلے بیت
المال پر داروغہ آپ نے ہی مقرر فرمایا، اور قرآن مجید کو مصحف کہا۔ آخر
بقول عموم مورخین آپ ۶۳ برس کی عمر میں قریباً آٹھ برس کی خلافت
کرنے کے بعد سنہ ۶۳۴ء مطابق سنہ ۱۳ ہجری نبوی میں وفات پا گئے +
انا للہ وانا الیہ راجعون +

الراقم العاجز ۔ مولف کتاب ہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام ولقب

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کا اصل نام عبد اللہ بن عثمان تھا اور لقب آپ کا عتیق حضرت رسول کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ہے اس لقب عتیق سے ملقب و معزز ہونے کے کئی ایک اسباب اہل سیر نے لکھے ہیں بعض کہتے ہیں کہ بوجہ حسن سیرت آپ اس لقب سے ممتاز فرمائے گئے اور ابو نعیم کہتے ہیں کہ آپ کا یہ لقب اس واسطے مشہور ہوا کہ آپ ہر نیک کام کے لئے سبقت کر کے آگے بڑھتے تھے اور بعض اہل خبر صاحبان یہ کہتے ہیں کہ آپ کا یہ لقب اس وجہ سے ہوا کہ آپ کے نسب میں کوئی ایسا نہیں ہوا کہ جس پر کوئی عیب لگایا گیا ہو۔ اور طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آپ کا لقب عتیق حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس واسطے رکھا کہ آپ بدرجہ کمال خوبصورت تھے نیز رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو عتیق اللہ من النار کے لقب سے پکارا ہے یعنے اے ابو بکر تو دوزخ سے آزاد ہے اور صدیق بھی آپ کا لقب حضرت رسول کریم کی سرکار سے مقرر شدہ ہے اور اس

لقب صدیق سے ملقب ہونے کی وجہ زیادہ تر یہی مشہور ہے کہ چونکہ آپنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوّت و رسالت کی تصدیق سب سے پہلے بلا طلب کرنے کسی معجزہ کے فرمائی تھی اور اسی طرح تصدیق معراج شریف کی بھی بلا کسی تردّد و تفکر کے کی تھی اس لئے آپ کا لقب صدیق ہوا اور ابو بکر جو آپ کا نام مشہور عوام ہے یہ آپ کا نام نہیں تھا بلکہ کنیت تھی جو عموماً ہر اہل عرب کا شعار ہے اور اسی کنیت سے وہ مشہور ہوتے ہیں +

حسب و نسب

حسبی و نسبی طور سے آپ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نسب نامہ میں شریک ہیں کیونکہ نسب نامہ آپ کا والدین کی طرف سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نسب نامہ سے ملتا ہے۔ چنانچہ مرّہ جیسے جد ہیں حضرت رسول اکرم کے ویسے ہی جد ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے۔ خاندان آپ کا بنی تیم کے نام سے معروف تھا۔ اس خاندان کے متعلق اہل عرب خصوصاً قریش میں تاوان و خوں بہا کے انفصال و ضمانت کا کام تھا جب تک کسی تاوان یا خوں بہا کے متعلق یہ اقرار و تصدیق نہ کر لیتے فریقین اس کو مکمّل نہیں سمجھتے تھے چنانچہ آپکے والد ابو قحافہ اس کے متہتم تھے۔ آپ کی والدہ شریفہ کا نام سلمی بنت صخر ابن عامر تھا یہ بھی حضرت رسول کریم کے نسب نامہ سے ملتی تھیں اور پدری سلسلۂ نسب آپ کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مرّہ سے اس طرح جا ملتا ہے یعنے:-

عبد اللہ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) بن ابو قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب

صفت حضرت ابو بکر

مستدرک میں ترال بن سبرہ سے حاکم نے یہ روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ کہا کہ اے امیر المومنین ہم کو صفت حضرت ابو بکر سے آگاہ فرمایئے اسپر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر کا نام صدیق خود اللہ جل شانہ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے مقرر فرمایا اور آپ برحق خلیفہ اوّل رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے تھے

اسیطرح دار قطنی اور حاکم نے ابو یحییٰ سے یہ روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ منبر پر بار بار یہ ذکر فرمایا کرتے تھے کہ تحقیق اللہ تعالےٰ نے حضرت ابو بکر کا نام صدیق اپنے نبی کی زبان مبارک سے رکھوایا نیز طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ حکیم بن سعد سے یہ روایت کی ہے کہ میں نے خود حضرت علیؓ سے سُنا اور وہ قسم کھا کر فرماتے تھے کہ البتہ اللہ تعالےٰ نے ہی حضرت ابو بکر کا نام صدیق نازل فرمایا تھا

آپ کی پیدائش و عمر شریف اور سن وفات

اکثر مورخین نے یہ لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر کی پیدائش مبارک سال موسومہ عام الفیل سے ڈھائی سال بعد ہوئی اور عام الفیل اس سال کا نام عرب میں مشہور ہے جس میں ابرہہ بن صباح نے جس کو ابرہۃ الاشرم

بھی کہتے ہیں بہت سے ہاتھی لیکر خانہ کعبہ پر چڑھائی کی تھی یہ وہی ابرہتہ الاشرم حاکم یمن تھا جسنے نجاشی بادشاہ حبشہ کے ایما سے صنعا یمن میں ایک عمارت عالیشان صنائع معماری سے آراستہ کرکے حج کعبہ کی طرح لوگوں کو سال بسال جمع کرانا چاہا تھا مگر جب کعبہ کے آگے اس کا چراغ نہ جلا تو ۵۷۱ء میں ہاتھیوں کا ایک لشکر لیکر مکہ پر چڑھائی کی قریش اور بنی ہاشم نے اسوقت بڑی ہمت سے اس کا مقابلہ کیا اور اصحاب الفیل نے شکست کھائی چنانچہ اس کا کچھ بیان قرآن مجید کی سورت اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ میں بھی مذکور ہے چنانچہ اسی سال ابرہہ سے عام الفیل کا سنہ قرار پایا تھا کہ پہلے سنہ عیسوی یا ہجری کی جگہہ عرب میں وہی لکھا جاتا تھا اور بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت رسول خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اسی حملہ ابرہتہ الاشرم کی رات کو پیدا ہوئے تھے اور اس لشکر اصحاب الفیل میں کل ۱۳ ہاتھی تھے اور ایک سفید ہاتھی تھا جس کا نام فتح نصیبی کے سبب سے اصحاب الفیل کے ہاں محمود مشہور تھا سو اس حساب کے رو سے حضرت صدیق اکبر کی عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک سے اڑھائی سال چھوٹی قرار پاتی ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب الہجرت میں ایک حدیث نقل کی ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عمر میں بڑے اور مسن تھے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کو روانہ ہوئے تو اونٹنی پر حضرت ابوبکر کے آگے سوار تھے اور ابوبکر جو بڈھے تھے پہنچانے جاتے تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو جوان تھے پہنچانے نہیں جاتے تھے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ہم بڑے ہیں یا آپ

تو اس وقت حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا کہ بڑے تو آپ ہی ہیں لیکن آپ سے میری عمر زیادہ ہے اسیطرح اور کئی ایسی روایات ہیں جن سے آپکا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مسن اور زیادہ عمر کا ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن تاریخ ولادت قطعی طور پر معلوم نہونے کے باعث کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوسکتا کہ آپ آنحضرت صلعم سے عمر میں کس قدر بڑے تھے۔

آپ کی وفات ۲ ۱/۴ برس کی خلافت کے بعد سنہ ۶۳۴ عیسوی مطابق سنہ ۱۳ ہجری المقدس میں بمقام مدینہ منورہ واقع ہوئی۔

حضرت ابوبکر صدیق کا حلیہ مبارک

حضرت ابن سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اُن سے حلیہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پوچھا فرمایا کہ ان کی گوری رنگت تھی اور بدن چھریرا تھا یعنے وہ موٹے نہ تھے اور ان کے دونوں رخسارے دُبلے تھے یعنے رخساروں پر گوشت کم تھا اور انگلیوں کے جوڑوں پر بھی گوشت کم تھا اور کمر سے تہ بند نیچے کو ڈھلکا رہتا تھا اور آپ مہندی ملا کر خضاب کیا کرتے تھے یہ حال تاریخ الخلفاء مؤلفہ علامہ جلال الدین سیوطی میں مذکور ہے۔

آپ کی تعلیم و قابلیت کا حال

آپ کی تعلیم و قابلیت کا حال مختصر طور سے یہ ہے کہ آپ کو علم انساب میں ایک مہارت خاص حاصل تھی اور عموماً قبائل عرب کے نسب نامے ان کو ازبر یاد تھے چنانچہ جبیر بن مطعم جو عرب کے بڑے نسابوں

میں سے ہیں آپ ہی کے خوشہ چین تھے اور کہا کرتے تھے کہ میں نے علم انساب حضرت ابوبکر ہی سے سیکھا ہے جو کہ اہل عرب کے سب سے بڑے نسب دان تھے، اور آپ کی اس نسب دانی کی بابت خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث شریف سے بھی ثبوت کامل ملتا ہے جسمیں مذکور ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت سے یہ فرمایا کہ کفار اور اُن کے بزرگوں کے حالات نظم کرنے سے پہلے میرا نسب نامہ ابن ابی قحافہ یعنے حضرت ابوبکر سے پوچھ لیجیو وہ ہمارا نسب نامہ بہتر جانتا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کافروں کے بزرگوں کے برخلاف کچھ کہتے ہوئے میرے بزرگوں کو بھی ساتھ ہی لے ڈالو۔

علاوہ نسب دانی کے آپکو علم تعبیر میں بھی کامل دستگاہ تھی اور زمانۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں عموماً خوابوں کی تعبیرات آپ ہی بتلایا کرتے تھے چنانچہ اس بارہ میں حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ جو کہ علم تعبیر الرویا میں بہت بڑا پایہ رکھتے تھے اور خصوصاً اس علم کے مشہور معروف اور مستند ماہر مانے جاتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صدیق اکبر سے بڑھ کر کوئی معبر نہیں ہوا چنانچہ خود حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے بارگاہ ایزدی سے حکم ہوا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے تعبیر خواب پوچھا کروں۔

دیگر یہ ہے کہ آپ بہت ہی بڑھ کر فصیح اور اعلےٰ درجہ کے مقرر تھے چنانچہ آپ کے زمانہ میں آپ سے زیادہ فصیح و مقرر کوئی نہ تھا اور اہل علم کا اسپر اتفاق ہے کہ جملہ صحابیوں میں سے سب سے زیادہ فصیح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی تھے۔

نیز یہ کہ آپ کے اعلم الصحابہ ہونے پر حدیث حدیبیہ دلالت کرتی ہے اور تمام صحابیوں میں آپ کی عقل کامل اور آپ کی رائے صائب مانی جاتی تھی چنانچہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ آپ کو خداوند تعالےٰ نے حکم دیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیجئے +

آپ کا کسب و طریق معاش

آپ کا کسب و پیشہ تجارت تھا اور آپ ایک مشہور و معروف خوش گذران تاجر تھے اور بزازی کی تجارت کا کام کیا کرتے تھے اور ملک میں بحیثیت شرف خاندانی جو وقعت و عزت آپ کو حاصل تھی اس کو آپ کی تجارت اور وجاہت نے اور بھی دوبالا کر دیا تھا چنانچہ روایت ہے کہ قبول اسلام کے وقت آپ کے پاس چالیس ہزار درہم یا بارہ ہزار روپیہ نقد موجود تھا اور اس کے علاوہ دیگر بیشمار مال و اسباب اور کئی ایک غلام تھے اور آپ مکہ معظمہ سے کبھی سوائے تجارت کے باہر نہیں جاتے تھے اور آپ قریش میں بڑے مالدار اور صاحب مروت اور صاحب فضل مشہور تھے ؛

آپ کا سابقہ مذہب

آپ مشرف بہ اسلام ہونے سے پیشتر بھی ایک موحد مسلمان دین ابراہیمی کے تھے اور کفر و بت پرستی سے قطعی نفرت رکھنے والے تھے باوجودیکہ اُن دنوں اصنام پرستی کا عام تمام طور پر زور تھا ؛ لیکن باوجود اس کے ان ایام جاہلیت میں بھی آپ نے کبھی بت پرستی نہیں کی چنانچہ اس کے متعلق

امام قسطلانی نے باب السلام ابو بکر رضی اللہ عنہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت اس طرح نقل کی ہے کہ :-

روایت :- ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مہاجرین وانصار حاضر تھے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے آپ کی زندگی مبارک کی ہی قسم ہے کہ میں نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا یہ بات سُنکر کچھ اصحاب بول اُٹھے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہ کیا ہو حالانکہ عمر تمنے جاہلیت میں بسر کی ہے یہ سُنکر حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے کہا کہ ایک دن میرا باپ ابُو قحافہ میرا ہاتھ پکڑ کر بُت خانہ میں لیگیا تھا' اور ایک بت کو دکھا کر کہنے لگا کہ یہ تمہارا معبُود ہے اسے سجدہ کرو' مگر وہ یہ کہکر چلا گیا تب میں نے اُسی بُت کے قریب ہو کر کہا کہ میں بھوکا ہوں کچھ کھانا کھلا۔ مگر اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر میں نے کہا کہ میں ننگا ہوں۔ کوئی کپڑا دلوا۔ اسپر بھی اس نے کچھ جواب نہ دیا' پھر میں نے ایک پتھر اُٹھا کر کہا کہ میں یہ پتھر تجھ پر پھینکتا ہوں' اگر تو معبُود ہے تو اس سے اپنے آپ کو بچالے' مگر وہ پھر بھی بدستور چُپ چاپ اور خاموش کھڑا رہا پس میں نے اسپر وہ پتھر دے مارا جس سے وہ منہ کے بل گر پڑا' اس روایت سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابُو بکرؓ پہلے بھی ایسے روشن خیال اور سلیم العقل بزرگوار تھے جو ہر طرح کفر و شرک سے بچتے ہی رہتے تھے۔

آپ کا شریفانہ چالچلن

آپ کا چالچلن قبل از قبولیت اسلام بھی نہایت ہی پرہیزگارانہ و متقیانہ تھا اور آپ ابتداہی سے مکروہات و لغویات سے مجتنب و

محترز رہا کرتے تھے اور کبھی شراب اور جوا وغیرہ فواحش کے قریب تک بھی نہیں گئے، حالانکہ زمانہ جاہلیت میں یہ باتیں عام طور پر قوم میں بلا روک ٹوک جاری تھیں اور ان سے بچکر رہنا بہت ہی مشکل تھا۔

ابن عساکر نے ابو العالیہ سے روایت کی ہے کہ کچھ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ زمانہ جاہلیت میں کبھی تمنے شراب پی ہے یا نہیں، تو آپ نے فرمایا کہ اعوذ باللہ یعنے میں اس سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں، اسپر انہوں نے پوچھا کہ کیوں نہ پی آپ نے فرمایا کہ بچایا میں نے اپنی عزت و مروت کو کیونکہ شراب پینے سے عزت و مروت جاتی رہتی ہے یہ خبر جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا کہ سچا ہے ابو بکرؓ سچا ہے ابو بکرؓ۔

سب سے اوّل آپ کا اسلام لانا

آپ کے اسلام کا اظہار سب صحابہ سے پہلے ہوا، چنانچہ ابن عساکر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ تمام مردوں میں سے اوّل اور پہلے پہل حضرت ابو بکرؓ ہی اسلام لائے، اور اسیطرح خیثمہ نے سند صحیح کے ساتھ زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ اوّل اور سب سے پہلے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز حضرت ابو بکرؓ نے ہی پڑھی ہے غرضیکہ حضرت ابو بکرؓ کے سب سے پہلے اسلام لانے کی نسبت کل صحابہ متفق ہیں اور اس بارے میں بہت سی روایات بالاتفاق مذکور ہیں نیز ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ فرات بن سائبا نے میمون بن مہران سے سوال کیا کہ تیرے نزدیک حضرت علیؓ افضل ہیں یا ابو بکر کہا دونوں سردار اسلام کے ہیں پھر کہا کہ اوّل اسلام ابو بکرؓ کا ہے یا علی کرم اللہ وجہہ کا کہا قسم ہے اللہ تعالےٰ کی

اول اور سب سے پہلے ابو بکرؓ ہی اسلام لائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر وقت ملاقات بحیرا راہب کے اور وہ قصّہ یہ ہے:

قصّہ بحیرا راہب

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ اپنے کاروبار تجارت کیواسطے یمن کی طرف گئے تھے وہاں ان کی ایک ایسے شخص سے ملاقات ہوئی جو کہ کتب مقدسہ توریت وانجیل کا عالم اور صاحب کمال تھا اور عمر اس کی اسوقت تین سو نوے برس کی تھی اور وہ صاحب تدبیر بھی تھا اور اس کو کتاب آسمانی سے معلوم تھا کہ حرم مکہ میں جو پیغمبر آخرالزمان پیدا ہوگا، اس کا مددگار ایک ادھیڑ عمر کا آدمی ہوگا اور ایک جوان وہ ادھیڑ عمر کا آدمی بوقت ظہور اسلام اس نبی کی بہت بڑی مدد کریگا اور اس نبی کے ساتھ میں طرح طرح کی ایذا و تکلیف اُٹھائیگا اور وہ رنگت کا سفید اور بڑے علم و وقار والا ہوگا اور اس کے پیٹ پر اور بائیں ران پر سیاہ خال ہوگا، پس جب اس مرد عالم نے حضرت ابو بکر کا حال معلوم کیا کہ یہ رہنے والے حرم مکہ کے ہیں اور رنگت بھی آپ کی سفید پائی تو بولا کہ اپنا پیٹ اور اپنی بائیں ران دکھاؤ تو خال سیاہ دونوں جگہہ پایا تب وہ بولا کہ بیشک وہ ادھیڑ آدمی تو ہی ہے جو کہ نبی آخرالزمان کے ساتھ بڑی سختیوں میں مدد کرے گا، پھر وہ حضرت ابو بکر کو اپنے گھر لے گیا اور ان کی ضیافت اور بڑی خاطر داری کی اور کہا کہ وہ وقت قریب ہے کہ یہ دولت سعادت تیرے نصیب میں آئے۔ خبردار! خبردار!! جو ایذا تجھے اس نعمت کے سبب پہنچے اس سے گھبرانا نہیں بلکہ صبر کرنا پس جب حضرت ابو بکرؓ وہاں سے مکہ معظمہ

میں واپس گئے تو اہل مکہ اس کے پاس جماعت در جماعت مبارکباد واپسی سفر کے واسطے آئے ان سے حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا کہ ان دنوں کوئی واقعہ پیش آیا ہے سب نے بالاتفاق کہا کہ آپ کے بعد یہاں ایک واقعہ پیش آیا ہے اور وہ یہ ہے کہ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب نے دعوے نبوّت کا کیا ہے اور ہمارے آباواجداد کے دین کی جڑ اکھیڑ دی ہے حضرت ابو بکر تو اسی انتظار میں تھے انہوں نے اسوقت اُن سب کو اپنے اپنے موقع سے رخصت کیا اور فرط خوشی و مسرّت سے صبر نہ کر سکے اور فوراً حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا، اور محبّت قدیمہ اور اخلاص دیرینہ سے جوان میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا اُسی وقت حضرت کے در دولت پر پہنچگئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے جس کی مختصر کیفیّت یہ ہے،

آپ کی حضوری درِ دولت نبوی پر

جس وقت آپ در دولت نبوی پر حاضر ہوئے تو ذرا بیٹھے ہی تھے کہ حضرت نے فرمایا کہ اے ابو بکرؓ مجھ کو خدائے عزوجل نے نبوت سے مشرف کیا ہے اور مجھے اپنا نبی مقرر فرمایا ہے پس تو مجھ پر اور خدائے وحدہٗ لاشریک پر صدق دل سے ایمان لا اس وقت حضرت ابو بکرؓ نے اپنی خوشی کو ضبط کر کے عرض کیا کہ کچھ نبوّت کی دلیل اور برہان ظاہر فرمایئے حضرت نے فرمایا کہ خال تیرے بطن اور ران پر ہے، یہ سنتے ہی حضرت ابو بکرؓ نے کہہ دیا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ +

آپ کے ایمان کی کیفیت

جس طرح اوپر بیان ہو چکا ہے اوّل اور سب سے پہلے آپ ہی صدق دل سے ایمان لائے آپ کے ایمان لانے کی نسبت بعض اصحاب نے یہ بھی لکھا ہے کہ قبل نبوت آنحضرت نے آپنے یہ خواب دیکھا تھا کہ چاند آسمان سے نیچے اترا اور مکہ کے سب گھروں میں اس کا نور چمک اٹھا پھر وہ نور جمع ہو کر میری گود میں آ گیا۔ یہ خواب آپنے کسی یہودی عالم کے سامنے بیان کیا اسنے تعبیر دی کہ پیغمبر آخر الزمان اب عنقریب ظاہر ہو گا اور تو اسپر ایمان لائیگا اور جان و دل سے اس کی اطاعت کریگا اور سب ایمان لانے والوں میں سردار تو ہی ہو گا پس جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نبوت حاصل ہوئی اور انکو فرمایا کہ تو مجھپر ایمان لا اور انہوں نے نشانی طلب کی تو اسپر ارشاد ہوا کہ نشانی اس کی تیرا وہ خواب ہے جو کہ تو نے خود دیکھ لیا ہے سو حقیقت میں سب مومنوں میں جو آنحضرت پر ایمان لائے آپ ہی اولے و افضل ہیں۔

آپ کی ہدایت سے دیگر صحابہ کا ایمان لانا

جس روز آپ ایمان لائے خاص اسی روز حضرت عثمان اور طلحہ اور زبیر بن العوام اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن وقاص رضی اللہ عنہم جن کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کی کمال درجہ دوستی تھی اور جو پانچوں بعد ازاں اصحاب عشرہ مبشرہ میں سے ہوئے آپ ان کے پاس گئے اور حقیقت ایمان کی ان کے آگے بیان کی اور ان کو اسلام لانے کے واسطے خوب طرح سمجھایا چنانچہ آپ کی اس دعوت و ہدایت سے یہ پانچوں اصحاب بھی

اُسی روز ایمان لے آئے ان کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، اور عامر بن عبداللہ اور ابوسلمہ بن عبداللہ اور عثمان بن مظعون اور عبداللہ بن مسعود، اور سعید بن زید اور فاطمہ بن الخطاب وغیرہ وغیرہ اور ان کے علاوہ اور بھی کئی لوگ ایمان لائے جن کے حالات مدارج النبوۃ وغیرہ کتب تواریخ میں مفصل درج ہیں یہاں اختصاراً صرف اسیقدر بیان پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

بیان اُن حادثوں کا جو بعد ایمان حضرت صدیق پر واقع ہوئے

حضرت صدیق کی ذات والاصفات سے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور دین پاک اسلام کی امداد واعانت میں جو جو خدمات اور کوششیں اور جانفشانیاں اور جان کا ہیاں ظہور میں آئیں ان کے مفصل حالات کتب تواریخ وسیر میں مذکور ہیں ان میں سے صرف چند واقعات وحادثات کا بیان نہایت ہی اختصار سے یہاں درج کیا جاتا ہے۔

دعوت اسلام

حضرت صدیق کے ایمان لانے کے وقت پہلے تین برس تک تو حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو یہی حکم حق رہا کہ پوشیدہ دعوت اسلام کریں اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی کہ فاصدع بما تومر واعرض عن المشرکین یعنے آپ حق ظاہر کردو اس امر دین کو جس کے اظہار کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اور دعوت اسلام بطور ظاہر کرو اور مشرکوں سے روگردانی کرو۔۔۔

پس آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس وقت دعوت اسلام پر ظاہر و باہر طور سے کمر سعی و کوشش مضبوط باندھ لی اور کھلے بندوں دعوت اسلام فرمانے لگے، ان دونوں حالتوں میں حضرت صدیق برابر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اور معاون و مددگار رہے۔ اور اس وقت کفار کو حضرت سے کچھ تعرض اور جھگڑا فساد کرنے کا موقع نہیں ہوا تھا لیکن جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بحکم الٰہی صاف صاف یہ فرمانا شروع کیا کہ تمام اصنام اور صنام پرست دوزخی ہیں اور وہ سب کے سب جہنم میں ڈالے جائیں گے تو اس بات سے کفار مشرکین کو سخت وحشت ہوئی اور وہ سب حضرت کے درپے آزار ہو گئے اس حال میں بھی حضرت صدیق آپ کے ساتھی تھے اور اس وقت بہت بڑی حمایت حضرت کی آپ کے چچا ابوطالب نے کی۔ پھر جب آنحضرت گلی کوچوں میں دعوت اسلام اور مذمت اصنام و اصنام پرستی علی الاعلان فرمانے لگے، تو ابولہب نے لوگوں کو اس طرح بھڑکایا کہ اے لوگو یہ شخص تمہارے آباواجداد کا مذہب تمسی چھڑانا چاہتا ہے، تم اسکے قریب مت جاؤ اس وقت بعض کفار حضرت کو جادوگر کہہ کر بدنام کرنے لگے اور بعض شاعر اور بعض کاہن اور بعض مجنوں کہہ کر اپنے اپنے دل کی بھڑاس نکالتے تھے آخر سب کفار نے جمع ہو کر یہ مشورہ کیا کہ اب کے جو موسم حج کا آتا ہے اس میں شخص علی الاعلان لوگوں کو گمراہ کریگا اور بدنیوجہ بہت سے لوگ اپنے مذہب سے پھر جائیں گے اس واسطے اس کے بارے میں کوئی بہت ہی بڑا اور سخت بندوبست عمل میں آنا چاہیئے۔ اسپر بعض لوگوں نے کہا کہ ہم پہلے ہی سے مشہور کر دیں گے کہ یہ کاہن ہے کوئی نبی نہیں ہے بعض نے کہا کہ ہم لوگوں کو کہدیں گے کہ یہ تو ایک عام شاعر تک بند ہے

اس کی کوئی بات قابل اعتبار نہیں ہے اور بعض کہنے لگے کہ ہم یہ مشتہر کردیں گے یہ شخص محض ایک جادوگر ہے اور بعض بڑے بوجھ بجھکڑ یوں بکنے لگے کہ ہم اس کو عام و خاص میں ایک مجنون مشہور کرکے دیوانہ اور پاگل ثابت کردیں گے اُس وقت ایک شخص ولید بن مغیرہ جو ایک بڑا گرگٹا کافر تھا اور جس کو خدائے عزوجل نے سورۂ نون میں سخت بدبخت اور شقی ظاہر فرمایا ہے، بول اُٹھا کہ بھائیو تمہاری ان باتوں سے کوئی بات بھی دُرست اور راست نہیں آئیگی کیونکہ میں نے کاہن ہزاروں دیکھے ہیں کوئی صفت کہانت کی اس میں نہیں پائی جاتی اور میں فن شعر سے خوف واقف اور آشنا ہوں اس کا کلام شعروں سے بھی نہیں ملتا اور مجنوں اور دیوانہ کیونکر کہو گے جبکہ کوئی بات جنون اور دیوانہ پن کی اس میں پائی نہیں جاتی اور جادوگر تو بڑے خبیث اور ناپاک ہوتے ہیں اور یہ شخص ہمیشہ ہر طرح پاک وصاف ہی رہتا ہے اور صرف اس وجہ سے اس کو تم جادوگر نہیں قرار دے سکتے کہ اس کے کلام میں ایسا اثر ہے کہ بھائی کو بھائی اور بیٹے کو ماں اور باپ کو بیٹا چھوڑ دیتا ہے ہاں البتہ اس کو دبانے کی تدبیر تو صرف زبردستی اور پھر قتل ہی ہے اور بس، اس کے بعد کفار ناہنجار نے حضرت پر سخت زبردستی اور ایذا رسانی شروع کردی اور اس کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ ڈگلی کوچوں میں حضرت پر (معاذ اللہ) خاک باری اور سنگ بارانی کرنے لگے اس حال میں بھی حضرت ابوبکرؓ آنحضرت کے ساتھی، اور شریک تکلیف رہے۔

ایک سخت تکلیف کا موقعہ

انہی دنوں میں ایک مرتبہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

حرم شریف مکہ میں بحالت سجدہ مشغول نماز تھے، کہ ایک کافر اکفر نے آکر کپڑے سے حضرت کا گلوئے مبارک اس قدر گھونٹا کہ قریب تھا کہ حضرت کی آنکھیں باہر نکل پڑیں، اور کئی ایک کافر اُس مردود کے ساتھ تھے اسوقت حضرت صدیق نے ان سب کا تن تنہا مقابلہ کیا اور نہایت ہی جانبازی سے حضرت کو ان کے پنجۂ ظلم سے چھڑایا اس موقعہ پر جو حالت حضرت صدیق پر گذری ناقابل بیان ہے ظالم کافروں سے مقابلہ کرنے میں آپ کا سر پھوٹ گیا اور ریش مبارک اکھڑ گئی اور اپنی جان جانے کی بھی کچھ فکر اور خیال نہ کیا اور بڑے جوش و خروش سے ان لوگوں کو یہ فرمایا کہ اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم یعنے کیا تم ایسے شخص کو مارے ڈالتے ہو جو کہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہی ہے اور وہ تمہارے رب کی طرف سے روشن دلائل لیکر تمہارے ہاں آیا ہے اس واقعہ کی مفصل کیفیت صحیح بخاری میں اس طرح سے تحریر ہے،

روایت ہے ابن عمر سے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس صحن کعبہ شریف میں کھڑے تھے جبکہ حضرت بحالت نماز سر بسجود تھے اتنے میں ایک شخص کافر عقبہ بن معیط نام لعنۃ اللہ علیہ وہاں آگیا اور اُس نے آتے ہی جھٹ ایک کپڑا حضرت کی گردن مبارک میں ڈالدیا اور اس کو پیچ دے کر لپیٹا اور پھر اس کو اپنی طرف اس طرح کھینچا کہ حضرت کا گلوئے مبارک بہت ہی سخت گھٹ گیا۔ پس اس وقت فی الفور حضرت صدیق نے اُس لعین کو پکڑ کر ایک دھکہ دیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس بدبخت کے پنجۂ ظلم سے خلاص کیا اور قرآن مجید کی وہ آیت پڑھی جو اوپر مذکور ہو چکی ہے۔ +

حضرت بلال کا واقعہ تکلیف

کافر لوگ ان لوگوں کو جو اسلام لاتے تھے یا جن کو وہ اسلام کیطرف مائل و راغب دیکھتے تھے سخت ہی تکلیفیں دیا کرتے تھے، اور جہانتک ہوسکتا تھا ان کو اسلام سے ہٹاتے تھے ان ہی تکلیف پانے والے مومن لوگوں میں سے ایک مومن حضرت بلال بھی تھے، جو کہ اسوقت ایک کافر اُمیّہ ابن خلف الجمحی کے غلام تھے پہلے تو وہ اس کو بسبب اپنی امانتداری و دیانتداری کے بہت ہی عزیز تھے اور اس نے ان کو اپنی خاص خدمات تہ خانہ و خزانہ سپرد کی ہوئی تھیں لیکن جب کہ اس کو ان کے ایمان کی خبر ہوئی تو سخت رنجیدہ ہوگیا اور فوراً وہ دونوں خدمتیں اُن سے لیکر کسی اور کو سپرد کردیں، اور حضرت بلال کو علیحدہ بلاکر سمجھانا شروع کیا کہ وہ اسلام سے باز آئیں، اور فہمائش میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ لیکن حضرت بلال اپنے ایمان پر بکمال صدق و مضبوطی قائم اور ثابت رہے اور انہوں نے اس کو یہ صاف صاف کہدیا کہ میں اللہ واحد لا شریک کے سوا کسی کو اپنا حقیقی مالک نہیں سمجھتا، اسپر اُس کافر نے ان کو تکلیف دینے پر کمر باندھی اور انہوں نے بھی ایذا اُٹھانے اور صبر کرنے پر اپنی کمر باندھ لی حتیٰ کہ وہ کافر ہر صبح ان کے کپڑے اُتروا کر ننگے بدن میں کانٹے ببول چبھواتا جو کہ ہڈی پر جا کر کھن کھن بولتے مگر حضرت بلال ایسے ضابط اور صابر تھے کہ ذرا آہ نہ کرتے ایسا ہی جب گرمی سخت ہوتی تو دُھوپ کی شدّت میں وہ کافر ان کو گرم گرم اور سخت تپتی ہوئی جگہ پر لٹا دیتا اور ان کی چھاتی پر گرم پتھر رکھوا دیتا، اور چاروں طرف ان کے آگ سلگواتا تاکہ خوب سینک اور دُھواں اُس آگ کا ان کو پہنچے اور آگ کی لپٹ سے ان کا

بدن جھلس جائے، پھر جب شام ہوتی تو حضرت بلال کو پاؤں میں بیڑی اور ہاتھوں میں ہتھکڑی اور گلے میں طوق ڈال کر ایک اندھیری کوٹھڑی میں بند کر دیتا اور اپنے غلاموں کو حکم کرتا کہ تمام رات اس کو کوڑے مارتے رہا کرو تاکہ صبح تک آواز کوڑوں کی برابر چلی آئے پھر بھی حضرت بلال تمام شب یہی پکارتے کہ اَللّٰہُ وَاحِدٌ اَللّٰہُ وَاحِدٌ یعنے خواہ تم بلال کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو مگر وہ تو یہی پکارے گا کہ اللہ تعالےٰ واحد و یکتا ہی میرا آقا و مالک حقیقی ہے۔

تفسیر روح البیان اور تفسیر کبیر میں لکھتا ہے کہ ایک دفعہ ان دنوں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اُمیہ مذکور کے مکان کی طرف سے گذرے اور آپ نے حضرت بلال کی دردناک آواز سُنی جو کہ ہلبلا کر یہ پکار رہے تھے کہ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ آپ نے فرمایا کہ ہاں تُنْجِیْکَ اَحَدٌ اَحَدٌ یعنے اے پکارنے والے تجھ کو نجات بخشیگا وہی ایک اللہ تعالےٰ جب حضرت صدیق رضؓ نے یہ حال سُنا تو فوراً وہاں آئے اور اس کافر ظالم کو کہا کہ تو ناحق یہ ظلم و ستم کیوں کرتا ہے اس نے جواب دیا کہ اگر یوں ہی ہے تو تم ہی اس کو مول لیلو اسپر حضرت صدیق نے جو کچھ اس ظالم نے ان سے مانگا وہ دے کر بلال کو خرید لیا۔

حضرت بلال کو خرید لینے کا ذکر

تفسیر روح البیان میں لکھا ہے کہ روایت کی سعد بن مسیب نے کہ حضرت صدیق نے اُمیہ سے بموجب اس کی اپنی طلب معاوضہ کے خرید لیا تفصیل جسکی یہ ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام

نطاس رومی تھا اس نے حضرت کی غلامی میں دس ہزار اشرفیاں پیدا کی تھیں اور علاوہ اس کے کئی ایک لونڈی غلام بھی اس نے خریدے تھے، اور وہ بڑا لائق و ہوشیار غلام حضرت کا تھا، لیکن وہ کافر ہی تھا حضرت صدیق نے اس کو فرمایا تھا کہ اگر تو مسلمان ہو جائے، تو یہ سب مال تیرا ہے اور تو آزاد ہے، اور وہ ماننے والا تھا لیکن جب اُمیّہ نے بلال کے بدلے حضرت سے اس کو طلب کیا تو حضرت صدیق نے اس بات کو غنیمت سمجھا کہ بلال کی خلاصی ہو جائے، اور فوراً اس کو قبول کر لیا اور نطاس رومی اپنے غلام کو معہ اُس کے پیدا کردہ مال و اموال کے امیّہ کو دے دیا، اور ایک سو چالیس تولہ سونا اور بھی دیا اور اس کے بدلہ میں بلال کو لے لیا، اور ان کو بڑی خوشی سے آزاد فرما دیا، چنانچہ اس بارہ میں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارک بھی ہے کہ رحم کرے اللہ تعالےٰ ابو بکر پر کہ اس نے نکاح کر دیا اپنی بیٹی کا مجھ سے اور مدد کی اس نے ہجرت میں اور آزاد کیا اُس نے بلال کو اپنے مال سے نیز فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اے ابو بکر تو نے مجھے اس کی خرید میں کیوں نہ شریک کیا اس سے حضرت بلال کی شان اور ان کی خرید کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔

تفسیر کبیر اور روح البیان میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضرت صدیق نے حضرت بلال کو اس قدر مال دیکر امیہ سے خرید کیا تو آپ کے والد ابو قحافہ اور دیگر لوگوں نے یہ کہا کہ ابو بکر نے کیا گیلر غلام خریدا اور ایسا تحفہ اور کماؤ غلام اپنا دے دیا اتنے مال سے تو وہ اچھے اچھے بالیاقت غلام خرید لیتا، اور بہت بڑا نفع دنیوی حاصل کرتا یہ سُنکر حضرت صدیق نے فرمایا کہ میں نے بلال کو صرف رضائے خدا و رسول کے واسطے خرید کیا ہے مجھ کو دُنیا کی خواہش

نہیں ہے پس آپ کی شان مبارک میں یہ آیت قرآن مجید میں نازل ہوئی کہ :-

سَیُجَنَّبُهَا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی یعنے قریب ہے کہ ہم بچالیں گے ہر طرح آتش جہنم سے اس شخص کو جو دیتا ہے اپنا مال واسطے پاک کرنے نفس کے؛

کفار نے کہا کہ کچھ حق بلال کا ابوبکر پر ہوگا جو اتنا مال اُسپر صرف کرکے اس نے اس کو خرید کیا اسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی الی ولسوف یرضی الخ یعنے ابوبکر پر کسی بشر کا کوئی حق نہیں تھا جس کا بدلہ ابوبکر نے دیا مگر یہ کام اس نے فقط واسطے طلب رضائے خدائے خود کیا ہے جو کہ بڑا عالی رتبہ ہے اور قریب ہے کہ راضی ہوگا رب ابوبکر کا ابوبکر سے یعنے راضی تو اب بھی ہے مگر ظہور رضا کا قریب ہے جو قیامت کے دن ہوگا؛ صاحب کبیر نے لکھا ہے کہ جملہ اہل تفسیر کا اسپر اتفاق ہے کہ یہ آیات حضرت صدیق کی شان میں نازل ہوئیں؛

سات لونڈی غلاموں اور عامر بن فہیرہ وغیرہ کا حال

تفسیر عزیزی میں مذکور ہے کہ ایسا ہی دیگر سات لونڈی غلام جو اسلام لائے تھے اور اپنے دین میں بڑے مضبوط ہو گئے تھے اُن کے مالک ان کو طرح طرح کے عذاب دیا کرتے تھے اور وہ باوجود اس کے اسلام سے منہ نہیں موڑتے تھے ان سب کو بھی حضرت صدیق نے ان کے مالکوں سے خرید کر آزاد کر دیا؛

علاوہ ان کے عامر بن فہیرہ جنہوں نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تھی ان کو حضرت صدیق نے آدھ سیر سونا دے کر خرید کیا تھا اور وہ بیر معونہ پر شہید ہوئے تھے۔

نیز ایک لونڈی زنیرہ نام جو کہ اسلام میں بڑی مضبوط تھی اسپر اس کے مالک کی طرف سے بڑی بڑی سختیاں ہوئیں مگر وہ اسلام سے نہ پھری آخر حضرت صدیق نے اس کو بھی خرید کر آزاد کر دیا بعد اس کے وہ بیچاری تقدیر الٰہی سے نابینا ہو گئی اسپر کفار نے طعنہ دیا کہ لات و عزّے نے اس کو اندھا کر دیا ہے اس نے کہا کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کو طاقت نہیں کہ کچھ کر سکے خدا کی قدرت کہ پھر وہ بینا ہو گئی۔ +

ماسوا اس کے دو اور مومنہ لونڈیاں ایک کافرہ کے ملک میں تھیں جب وہ دونوں اسلام لائیں تو اس کافرہ نے ان پر سخت عذاب شروع کئے جب حضرت صدیق کو ان کی خبر ملی تو آپنے ان کو خرید کیا اور خود ان کے پاس ان کو لانے کے واسطے گئے دیکھا کہ وہ آٹا پیس رہی ہیں ان سے کہا کہ اٹھو میرے ساتھ چلو کہ میں نے تم کو خرید لیا ہے اور آزاد کر دیا ہے اسپر ان دونوں نے کہا کہ ذرا صبر کیجئے ہم آٹا پورا کر کے اس کو پہنچا دیویں تو پھر آئیں کیونکہ حق اتنے برسوں کا کیونکر بھلا دیں کہ مالکہ کا کام ادھورا چھوڑ کر چلے چلیں حضرت صدیق نے فرمایا کہ اچھا پھر وہ جب اپنے کام سے فارغ ہو چکیں تو ان کو وہاں سے لا کر بالکل آزاد کر دیا۔

ایسا ہی لونڈیوں میں سے ایک اور مومنہ لونڈی تھی جبکہ حضرت عمر ابھی اسلام نہ لائے تھے اور وہ اس کو بسبب اس کے کہ وہ ان کی قوم کی کسی آدمی کی لونڈی تھی بہت ایذا دیا کرتے تھے اس کو بھی حضرت صدیق

نے خرید کر آزاد کر دیا؛

اسیطرح ام عبیدہ اور کئی ایک اور لونڈی غلاموں کو بھی ایسی ایسی مصیبتوں اور تکلیفوں سے حضرت صدیق نے چھڑوایا اور اُن کو خرید کر آزاد فرمایا۔

آپ کے اخراجات دین اسلام کیواسطے

جیسا کہ اوپر مذکور ہوا مومن غلاموں اور مومنہ لونڈیوں کو خرید کر آزاد کرنے اور دیگر دینی ضروریات کے کاموں میں مدد اور حمایت کرنے میں آپنے چالیس ہزار درم صرف کئے باقی صرف چھ ہزار درم آپکے پاس رہ گئے تھے، جو کہ ہجرت نبوی (صلے اللہ علیہ وسلم) میں خرچ کر ڈالے اور بالکل خالی ہاتھ رہ گئے چنانچہ اسیواسطے فرمایا حضرت رسول کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) نے کہ مجھ کو کسی کے مال نے ہرگز ایسا نفع نہیں دیا جیسا کہ ابو بکر صدیق کے مال نے مجھ کو نفع پہنچایا ہے ایسا ہی ملاحظہ تفاسیر سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ آیہ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنٰى (یعنے پایا تجھ کو ہمنے بے زر پس غنی کر دیا) سے مراد مال حضرت ابو بکر اور مال خدیجہ رض کا قبل از نبوت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کام آیا کیونکہ نبوت سے ۱۵ برس پیشتر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اُن سے نکاح ہوا تھا اور اس زمانے میں حضرت خدیجہ کا مال آپ کی خوراک و پوشاک و دیگر امورات خیر میں کام آتا تھا اور آٹھ برس بعد نبوت کے حضرت خدیجہ رض کا انتقال ہوا اور عہد اظہار نبوت سے سب کا سب مال حضرت صدیق کا ہی مدد اسلام و اعانت مسلمین اور جناب رسول پاک کی خوشنودی مزاج میں خرچ ہوتا رہا پھر جب کل مال حضرت صدیق کا

فی سبیل اللہ ہوگیا یہاں تک کہ آپنے اپنے کپڑے بھی بدن کے راہ مولے میں دیدیئے تو صرف ایک کمبل کا ٹکڑا بجائے کرتے کے گلے میں ڈال لیا اور اُس کو دونوں طرف کانٹوں سے بند کرکے حضرت کی خدمت میں بے ملال و بے خیال جیسے کہ ہر وقت حاضر باش ہوا کرتے، حاضر ہوئے اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السّلام نازل ہوئے اور حضرت رسول کریم سے پوچھا کہ آج ابوبکر کا کیا حال ہے اور انہوں نے یہ کیسا لباس پہنا ہے اسپر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے اپنا تمام مال و اسباب اللہ جل شانہٗ کی رضامندی کے واسطے صرف کردیا ہے اس واسطے آپ کی یہ صورت حال ہے جبرئیل علیہ السّلام نے حضرت رسول خدا سے کہا کہ حق تعالےٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سلام بھیجکر یہ فرمایا ہے کہ اس مفلسی اور تہیدستی میں بھی تو ہم سے راضی ہے یا کچھ کدورت دل میں آئی ہے جب حضرت ابوبکرؓ نے یہ حال حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا تو بطور ارباب وجد و شوق کے بکمال ذوق بار بار اس نغمۂ توحید کو پکار پکار کر دُہرانے لگے کہ اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ میں بہر حال اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

ہجرت کا حال اور حضرت صدیق

جب حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے ساتھی مومنین حق کو کفار مکہ کی طرف سے بہت سخت تکلیفیں اور حد سے زیادہ زحمتیں پیش آنے لگیں تو بہت سے صحابہ حسب اجازت حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مکہ سے ملک حبش کی طرف ہجرت کرگئے یہ آپ کی نبوت کا بارہواں سال تھا

اس وقت حضرت صدیق نے بھی اجازت چاہی لیکن جب اس ارادہ سے شہر کے باہر نکلے تو رؤسائے قریش میں سے ایک شخص ابن دغنہ نام نے جو کہ نامسلم تھا آپ سے دریافت کیا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں' اسپر مختصر طور سے آپنے اپنا حال سنایا اس نے کہا کہ آپ یہ خیال نہ کیجئے میرے ہوتے ہوئے آپ کو کوئی شخص کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا' یہ کہہ کر وہ آپ کو واپس لے آیا اور رؤسائے قریش سے خطاب کرکے کہا کہ ابو بکر ایسا شخص نہیں ہے جو کہ وطن کو خود چھوڑ دے یا وطن چھوڑنے پر مجبور کیا جاوے بلکہ یہ تو ایک ایسا شخص ہے جو اپنی کمائی سے محتاجوں کو دیتا ہے' اقربا سے صلہ رحمی کرتا ہے اور مہمانوں کی مہمانی کیا کرتا ہے' یہ بات سنکر قریش نے ابن دغنہ سے کہدیا کہ اچھا اگر یہ بلند آواز سے قرآن نہ پڑھا کریں اور چپکے چپکے اپنے گھر میں ہی اپنی عبادت کر لیا کریں تو ہم ان کی مزاحمت نہیں کریں گے' حضرت صدیق نے اس بات کو مان لیا۔ اور اپنے گھر کے سامنے ایک چبوترہ پر نماز و قرآن پڑھ لیتے تھے لیکن چونکہ آپ بہت ہی نرم دل اور رقیق القلب تھے اسواسطے جب کبھی خوش الحانی و سوز قلب سے قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تو ان پر رقت کا عالم طاری ہو جاتا اور وہ زار و زار رونے لگتے' جس کو دیکھ کر کفار قریش کی عورات اور بچے بھی متاثر ہو جاتے' اور ان پر ان کی صداقت کا بہت ہی اثر ہوتا اور وہ ان کی تائید اور حمایت میں ہو جاتے' یہ حال دیکھ کر کفار پھر جمع ہوئے اور بعد مشورہ ابن دغنہ کو بلا کر کہا کہ تم ابو بکر کو اس کے اس طریق قرآن خوانی وغیرہ سے منع کرو اسپر اس نے حضرت صدیق کو کہدیا کہ آپ اپنے اس جہری طریق کو موقوف رکھیں' ورنہ میں آپ کی حفاظت و حمایت سے دست بردار ہوں' آپنے

فرمایا کہ میں بھی سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کسی غیر اللہ کی حفاظت و پناہ میں نہیں رہنا چاہتا، اور نہ اپنی عبادت و قرآن خوانی کو چھوڑ سکتا ہوں، چنانچہ آپ بدستور اپنے اسی طریق پر کاربند رہے، لیکن اس کے بعد کفار مکہ کی طرف سے مسلمانوں پر بے حد سختیاں ہونے لگیں اور اکثر صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے مدینہ کو ہجرت کر گئے، حضرت صدیق نے اس وقت بھی اجازت مانگی، آپ نے فرمایا کہ آپ ابھی ٹھیریں، ہم بھی چلنے کی تیاری میں ہیں، انتظار صرف امر الٰہی کا ہے،

جب حضرت صدیق نے دیکھا کہ حضرت رسول کریم کا وقت ہجرت قریب ہے تو اس وقت ۴ ماہ پیشتر انہوں نے دو اونٹ ۸ سو درم کو خرید کئے اور ۴ مہینے تک ان کو خوب دانہ گھاس کھلا کر موٹا کیا، پھر وہ اونٹ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے اور عرض کیا کہ ایک اونٹ مینے حضور کے واسطے خرید کیا ہے، اور ایک اپنے واسطے، اس پر حضرت نے فرمایا کہ پس یہ ایک اونٹ قیمت دے کر تجھ سے لونگا، آپ نے عرض کیا کہ حضور مالک ہیں، اس میں ایک نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ہجرت عبادت ہے اور عبادت اپنے مال سے ہو تو خوب ہے، جیسا کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا یعنے تو اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کر، اس کے بعد حضرت صدیق نے ایک شخص عبد اللہ ابن اریقط نامی کو جو اگرچہ کافر تھا لیکن راہ سے خوب واقف اور امانت دار تھا، اجرت پر اپنا ملازم مقرر کر کے فرمایا کہ ان دونوں اونٹوں کو تیسرے دن جبل ثور پر لائے،

مکہ سے روانگی اور غار ثور کا حال

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ہجرت کے موقعہ پر ہمنے جلدی سے ناشتہ سفر کا تیار کر دیا اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر ایک کھڑکی میں سے جو حضرت صدیق کے مکان کے پیچھے تھی نکلے۔ اور اس وقت جبکہ رات تھی کعبہ شریفہ کے سامنے سے ہو کر شہر مکہ معظمہ سے باہر جا کر مقام خزراہ پر کھڑے ہوئے جو کہ شہر مکہ سے باہر ایک بلند جگہ ہے حضرت نے وہاں ٹھیر کر اور شہر مکہ اور کعبہ مکرمہ کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ قسم اللہ تعالے کی تو مجھے بڑا ہی محبوب و عزیز ہے اگر یہ کافر لوگ مجھ کو تجھ میں سے نہ نکالتے تو میں ہرگز تجھ میں سے نہ نکلتا

اس وقت حضرت صدیق کا حال یہ تھا کہ کبھی حضرت کے پیچھے چلتے اور کبھی داہنے اور کبھی بائیں اور کبھی آگے آگے تاکہ سب طرف کی خبر رکھیں مگر جس وقت کانٹوں سے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کو تکلیف پہنچنے لگی تو اس وقت حضرت صدیق نے رسول کریم کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر بٹھا لیا اور اپنی تکلیف و ایذا کا کچھ خیال نہ کیا اور اپنے عیال اور بال بچوں کو تنہا دشمنوں میں چھوڑ کر بکمال رضا و رغبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اس طرح ساتھ دیا چنانچہ اسی حال میں غار ثور تک پہنچے اور حضرت کو اپنے کندھوں سے اتار کر عرض کیا کہ حضور ابھی اس کے اندر تشریف لیجائیں کیونکہ ایسے مقاموں میں سانپ بچھو وغیرہ صدہا بلیات ہوتے ہیں اول میں اس کے اندر جاتا ہوں اور اس کا بندوبست کر کے آتا ہوں پس آپ پہلے اسی غار کے

اندر گئے اور وہاں جا کر جتنے سوراخ سانپ یا بچھو وغیرہ کے تھے ان سب کا منہ اپنا کپڑا پھاڑ کر اس سے بند کیا صرف ایک سوراخ باقی رہ گیا، اس کے واسطے کپڑا نہیں رہا تھا۔ اس کے واسطے یہ ٹھان لیا کہ یہاں آ کر اس پر اپنے پاؤں کا انگوٹھا رکھ دونگا پھر آپ غار سے باہر آ کر حضرت کو اندر لے گئے اس وقت حضرت رسول کریمؐ کو غلبۂ نیند کا تھا۔ پس آنحضرتؐ نے اپنا سر مبارک حضرت صدیق کے زانو پر رکھ کر آرام فرمایا اور حضرت صدیق نے اپنے پاؤں کی ایڑی اس سوراخ پر رکھ دی جو بوجہ کپڑا نہ ہونے کے ابھی بند نہیں کیا جا سکا تھا سو وہ بھی اس طرح بند کیا گیا اس وقت سانپ بچھو وہ حشرات الارض حضرت صدیق کے پاؤں کو کاٹتے تھے اور آپ اس خوف سے دم نہ مارتے تھے کہ حضرت رسول کریمؐ کی نیند میں حرج واقع نہ ہو اور آنحضرت کو کوئی ایذا نہ پہونچے حتیٰ کہ حضرت صدیق اس وقت ذرا ہلے تک بھی نہیں کہ مبادا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آرام میں کچھ خلل واقع ہو۔ لیکن اپنے پاؤں کی سخت تکلیف سے ان کی آنکھوں میں پانی بھر آیا اور کچھ آنسو اُن کے چہرے پر روان ہو گئے۔ اس اثنا میں ایک قطرہ ان کے آنسو کا آنحضرت کے چہرۂ مبارک پر پڑا، اسپر حضرت رسول خدا بیدار ہو گئے اور حضرت صدیق سے ان کا حال پوچھا صدیق رضی اللہ عنہ نے زبان حال سے عرض کیا۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ لا تحزن ان اللہ معنا یعنی کچھ غم اور فکر مت کرو اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے، اس وقت کے بعد بچھو وغیرہ نے ان کے پاؤں کو کتنا ہی کاٹا، مگر ان کو کوئی ایذا و تکلیف محسوس نہ ہوئی، کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ان کو اپنی طرف سے تسکین

بخشدی اور بعض روایات میں یوں مذکور ہے کہ حضرت صدیق نے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک میں بسبب کانٹے چبھنے کے بحالت آرام غار سے خون بہتا ہوا دیکھا تو اس وقت ان کو سخت صدمہ ہوا اور اسکی وجہ سے ان کے آنسو نکل پڑے اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کو بمراد تسلی و اطمینان یہ فرمایا کہ لا تحزن ان اللہ معنا یہ حال مدارج و مواہب وغیرہ کتب سیر میں مفصل مذکور ہے۔

روایت ہے کہ جب حضرت صدیق حضرت رسول کریم کو اپنے کاندھوں پر اٹھا کر غار ثور میں چلے گئے تو ان کے پیچھے پیچھے ایک جماعت کفار کی بھی بہ نیت فساد ان کے نقش قدم پر اسی غار کے سر پر جا پہنچی اس جماعت کفار نے جو غار کے رستے کو دیکھا تو وہاں ان کو ایک جالی مکڑی کی بہت گھنی اور پرانی نظر آئی اور ایک درخت ببول کا بھی اس جگہ خاردار معلوم ہوا جس سے کہ اس غار میں داخل ہونا انہوں نے دشوار جانا اور طرفہ تر یہ ہے کہ غار کے منہ پر بعد داخل ہونے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک کبوتر نے انڈے بھی دے دیئے تھے یہ دیکھ کر جماعت کفار سے امیہ بن خلف نے کہا کہ یہ جالی مکڑی کی تو بہت پرانی ہے اور یہاں کوئی نہیں گیا اس سے وہ کفار اندر جا کر دیکھنے سے رک گئے اور وہاں سے نامراد و ناکامیاب ہو کر واپس چلے گئے لیکن غار کے اوپر چڑھ کر ادھر ادھر چاروں طرف دیکھنے لگے اسوقت حضرت صدیق نے ان کو سوراخ غار میں سے دیکھ لیا اور وہ ان کو دیکھ کر بیتاب ہو گئے اور گھبراہٹ و بیقراری سے چپکے چپکے رونے لگے اسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ہے عرض کیا کہ حضور دیکھیں کفار ہمارے سامنے پھر رہے ہیں اگر ان کی نگاہ ذرا بھی ہم پر پڑ گئی تو کام

تمام ہے اور عرض کیا کہ اگر میں مارا گیا تو کچھ نقصان اور پرواہ نہیں،
لیکن اگر خدانخواستہ حضور کے دشمنوں کو کچھ صدمہ پہنچا تو پھر کوئی نام
لینے والا حق تعالےٰ کا۔ زمین پر نہ رہیگا اسپر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا یعنے تو مت مغموم
ہو اللہ تبارک وتعالےٰ ہمارا ساتھی و محافظ ہے اب یہاں آیت غار قرآن
مجید سے معہ ترجمہ لکھی جاتی ہے تاکہ مسلمان بھائی بخوبی جان لیں کہ حضرت
صدیق کا مرتبہ کس شان کا ہے اور وہ آیۃ مبارک یہ ہے:-

الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا
ثانی اثنین اذ ھما فی الغار یعنے اے لوگو اگر تم محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی مدد جنگ تبوک میں نہیں کروگے تو بے شک اللہ تعالےٰ
ویسی ہی اِن کی خود مدد کرے گا جیسے کہ اُسنے ان کی اس وقت مدد کی تھی،
جبکہ ان کو کفار مکہ نے تنگ کر دیا تھا، اور وہ ہمارے اذن کے مطابق مکہ
سے اس حال میں نکلے تھے کہ ایک رسول اللہ اور ایک ابو بکر دونوں ایک
غار میں آ گئے تھے، + الخ

تفسیر روح البیان میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضرت صدیق کی
ایڑی میں سانپ نے کاٹا اور اس سے ان کو سخت تکلیف پہنچی تو اُسوقت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان کی مار گزیدہ ایڑی
میں لگا دیا تھا جس سے ان کو اسی وقت تسکین ہو گئی،

مدارج النبوۃ میں مذکور ہے کہ اسی غار میں حضرت رسول کریم
صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر تین رات تک رہے اس حال
میں عبد اللہ بن ابی بکر تمام دن قریش میں بسر کرتے، اور ان کافروں

کے سب حیلوں اور مکروں کی خبریں ہر رات کو غار میں جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے اور ہر رات حضرت کی خدمت میں کھانا بھی پہنچاتے تھے پھر وہیں رات بسر کر کے علی الصبح واپس مکہ میں آ جاتے اور اپنے کام میں مصروف رہتے تھے۔

اسی طرح عامر بن فہیرہ جو حضرت صدیق کا غلام بکریاں چرانے پر مقرر تھا، وہ بھی ہر روز بطور خفیہ بکریوں کا دودھ غار میں پہنچایا کرتا تھا

غار سے روانگی بطرف مدینہ طیبہ

تیسرے دن عبد اللہ بن اریقط جس کو حضرت صدیق نے اپنے خرید کردہ دو سفری اونٹوں کو وہاں لانے کے واسطے اجرت پر مقرر کیا تھا، اور یہ قرار دیا تھا کہ تیسری رات اونٹوں کو غار پر لانا، وہ بموجب قرارداد کے ٹھیک بوقت موعودہ ہر دو اونٹ وہاں لے آیا، باوجودیکہ وہ کافر تھا مگر جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، پورا امانت دار اور بات کا پکا تھا۔ امام نووی نے لکھا ہے کہ اس کے اسلام کی کسی کو خبر نہیں القصہ شب پنجشنبہ کو حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک اونٹنی پر جس کا نام جدعا تھا سوار ہوئے اور اپنے پیچھے حضرت صدیق کو بٹھایا اور دوسری اونٹنی پر عبد اللہ اور عامر کو سوار کر کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے، ایک دن رات تک برابر چلے، دوسرے دن جب دھوپ نکلی اور گرمی کا وقت آیا، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر اترے، حضرت صدیق نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک درخت کے سایہ میں جگہ صاف کر کے اپنا پوستین بچھا دیا، اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہاں آرام

فرمایا اس جگہ ایک شخص بکریاں چرا رہا تھا اس سے حضرت صدیق نے بسبب اپنی ملاقات سابقہ کے ایک پیالہ دودھ کا لیا اور اس میں تھوڑا سا ٹھنڈا پانی ڈال کر سرد کیا جب رسول اکرم بیدار ہوئے تو آپ کو پلایا اور پھر سوار ہوئے

اُمّ معبدؓ کا گھر اور اُس کی بکری کا حال

تیسری منزل میں ام معبد کے گھر میں اُترے اور وہ ایک بوڑھی اور مسافر نواز عورت تھیں اور اپنے خیمہ کے دروازہ پر بیٹھی رہتی تھیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے گوشت اور کھجوریں اور دُودھ طلب فرمایا اس نے کہا کہ اب کے سال قحط کے سبب سے ہمارا حال تنگ ہے ورنہ میں آپ کی مہمانی کرتی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے خیمے میں ایک بکری دیکھی جو نہایت ہی لاغر سی تھی فرمایا کہ اے امّ معبدؓ یہ بکری کیسی ہے اس نے کہا کہ یہ لاغری کے باعث ریوڑ کے ساتھ جنگل کو نہیں جا سکی فرمایا کہ اس میں دُودھ ہے؟ کہا قربان میرے ماں باپ آپ پر اگر دودھ ہو تو شوق سے دوہ لو حضرت نے اپنا ہاتھ مبارک اس کے تھن کو لگایا اور دُعا مانگی کہ خداوندا برکت دے ام معبد کو اس کی بکری میں قدرت خدا سے اسی وقت اس بکری میں ایسا دودھ پیدا ہو گیا کہ اس کی ٹانگیں دُودھ کے زور سے چرنے لگیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام معبد سے ٹھلیا طلب کی اور وہ ٹھلیا دودھ سے لبریز ہو گئی سو اوّل وہ دُودھ حضرت نے سب گھر والوں کو پلایا پھر حضرت صدیق اور اُن کے غلام عامر بن فہیرہ اور اُن کے نوکر عبداللہ بن اریقط کو ان سب کے بعد خود نوش فرمایا اس کے بعد آپ نے پھر دوبارہ دوہا اور دوبارہ سب نے پیا اور اس گھر کے سب برتن دُودھ سے بھر گئے تھے بعد ازاں وہ بکری ۱۸ برس

زندہ رہی اور حضرت عمر کے زمانہ میں جبکہ ایک قحط شدید پڑا اور دودھ کا کہیں نام نہ رہا تو صبح و شام لوگ اس کا دودھ لیکر پیا کرتے تھے۔

تاریخ خمیس میں مرقوم ہے کہ ام معبد ایک بکری ذبح کے واسطے حضرت کے سامنے لائیں آپ نے اس کا دودھ دوہا اس میں یہ خیر و برکت ہوئی۔ دوسری بکری وہ اور لائیں وہ ذبح کی اور پکائی اس کا گوشت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مع اپنے ساتھیوں کے تناول فرمایا اور اس میں سے ناشتہ کے واسطے بھی رکھا جب آپ وہاں سے کوچ کر گئے تو ابو معبد خاوند ام معبد کا گھر میں آیا اور یہ خیر و برکت گھر میں دیکھ کر حیران رہ گیا اور اس کا سبب پوچھا ام معبد نے تمام قصہ حضرت کی تشریف آوری وغیرہ کا بیان کیا اس نے کہا کہ مجھ کو معلوم ہوا کہ یہ وہ سردار قریش تھا جس کے قریش دشمن ہیں اور افسوس کیا کہ اگر میں حاضر ہوتا تو ضرور ان کے ساتھ جاتا پھر یہ دونوں میاں بیوی اپنے وطن سے ہجرت کر کے مدینہ شریف میں پہنچے اور اسلام لائے۔

روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ ایسا ہی قصہ ایک اور اونٹنی کا بھی ہے جو کہ اسی راستہ مدینہ منورہ میں واقع ہوا اس اونٹنی میں بھی ہرگز قطرہ بھر دودھ نہیں تھا، مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت دعا سے وہ دودھ سے بھرپور ہو گئی۔

حال سراقہ بن مالک کا جو واسطے گرفتاری حضرت کے آیا

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق کے مکہ معظمہ سے چلے آنے کے بعد جبکہ کفار قریش نے مکہ میں منادی

کر دی کہ جو کوئی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اور اُن کے رفیق ابوبکر صدیق کو قتل کرے یا اُن دونوں کو قید کر لائے تو اُس کو ہم سو اونٹ انعام دینگے یہ سنکر سراقہ بن مالک اپنے ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوا اور اس کو سرپٹ دوڑاتا حضرت کے پیچھے پیچھے مدینہ کی طرف روانہ ہو پڑا یہانتک کہ حضرت کے بالکل نزدیک پہنچگیا، اس وقت قدرت خدا سے گھوڑے نے اس کو اپنی پیٹھ پر سے نیچے پھینکدیا، سراقہ کہتا ہے کہ میں پھر اُٹھا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو لیا یہانتک کہ میں پھر حضرت کے اسقدر نزدیک ہو گیا کہ میں حضرت کی آواز قرارت قرآن سنتا تھا اور حضرت ابوبکرؓ کو ان کے پیچھے بیٹھا دیکھتا تھا اتنے میں پھر میرا گھوڑا گر گیا اور اس کے دونوں اگلے پاؤں زمین میں زانوؤں تک دھنس گئے سو وہ پھر بڑی مشکل کے ساتھ زمین میں سے نکلا اور میں پھر اسپر سوار ہو گیا اور دوڑا کر حضرت کے ایسا قریب ہوا کہ مجھ میں اور حضرت میں فرق صرف ایک نیزہ کا رہگیا اس وقت جبکہ حضرت نے مجھے دیکھا تو دعا کی کہ اللھم اکفنا شرہ بما شئت یعنے یا اللہ تو ہم کو اس کے شر سے بچائے جس طرح سے تو چاہے پس اسی وقت چاروں پاؤں میرے اس گھوڑے کے زمین میں دھنس گئے اور میں بالکل عاجز و لاچار ہو گیا اس وقت میں نے فریاد کی کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اپنے رب سے دعا کیجئے کہ میرا گھوڑا نجات پائے اور مجھے اب آپ سے کچھ غرض نہیں ہے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپکے راہ میں جسکو آتا دیکھونگا اس کو لٹا لیجاؤنگا، اسپر حضرت نے یہ دعا کی کہ اللھم ان کان صادقا فاطلق فرسہ یعنے خداوندا اگر یہ شخص اپنے اس قول میں سچا ہے تو اس کے گھوڑے کو نجات دیدے چنانچہ اسی وقت میرا گھوڑا زمین میں سے نکل آیا اور میں نے حضرت سے

عرض کی کہ سامان خورد و نوش میرے پاس بہت سا ہے آپ لے لیجئے، فرمایا کہ ہم کو اس کی کچھ حاجت نہیں، مگر ہمارا بھید کسی پر افشا نہ کیجئو، اُسوقت اسلام سراقہ کے نصیب میں نہ تھا، مگر حضرت سے اسنے عرض کیا کہ مدینہ میں کہلا فروکش ہو جیئے گا، اگر میرے مکان کو مشرف فرمائیں تو میری سعادت ہے فرمایا کہ میں مامور ہوں مجھے کچھ اختیار نہیں ہے، آخر کار انجام سراقہ کا بھی مبارک ہوا کہ وہ بعد ازاں فتح مکہ میں اپنی قوم سمیت مسلمان ہو گیا،

آنا بریدہ اسلمی کا واسطے گرفتاری حضرت کے

اس سے بھی زیادہ عجیب قصہ یہ ہے کہ کفار قریش کی منادی سے ابو بریدہ اسلمی بھی حضرت کو گرفتار کر کے لانے کے لئے مکہ معظمہ سے نکلا، اور حضرت کو قریب مدینہ منورہ کے جا پایا، اور وہ اُس وقت ستر آدمیوں کے ساتھ تھا جب قریب حضرت کے پہنچا تو حضرت نے فرمایا کہ تیرا کیا نام ہے، کہا بریدہ، آپ نے تفاول سے فرمایا کہ ٹھنڈک ہے، پھر فرمایا کہ کس قوم سے ہو، اس نے کہا کہ اسلم سے، تو فرمایا کہ سلامتی ہے، بریدہ نے حضرت سے پوچھا کہ آپ کا کیا نام ہے فرمایا محمد بن عبد اللہ رسول اللہ اس نے حضرت کی شجاعت کو دیکھ کر دم نہ مارا، اور خود مع اپنی جماعت کے اسلام لایا پھر بریدہ نے عرض کی کہ اب آپ داخل مدینہ ہوتے ہیں ہم سب غلام آپ کے پا برکاب ہیں، مگر نشان آپ کے آگے ضرور ہونا چاہیئے پس وہ اپنے عمامہ کو نیزہ پر باندھ کر آگے چلا، اور سب اس کے ہمراہی حضرت کے داہنے بائیں آگے پیچھے پا پیادہ چلے اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور جو صحابہ کہ تجارت کے واسطے ملک شام کو گئے ہوئے تھے وہ سب اسی جگہ حضرت سے آملے اور لباس سفید

تحفہ جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیواسطے لائے تھے وہ ان کو پہنائے؛

داخل ہونا حضرت کا مدینہ مبارک میں

اب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حق تعالےٰ نے مدینہ میں باشان و شوکت پہنچنے کا سب سامان اپنے فضل و کرم سے مہیا کر دیا یعنے رفیق بھی ایک جماعت کثیر اور لباس بھی عمدہ اور نشان بھی آگے آگے چلتا ہے تاکہ مدینہ والوں کو یہ خیال نہ ہو کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو ہم کفار مکہ کی مصیبت سے نکال کر لائے یا یہ کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مکہ سے بھاگ کر صرف دو چار آدمیوں کے ساتھ ہمارے ہاں پناہ کے واسطے آئے؛

مدینہ منورہ میں حضرت کے آمد آمد کی خبر کئی دن سے تھی؛ انصار ہر روز صبح کو مدینہ کے باہر پہاڑوں پر جا کر آپ کا انتظار کیا کرتے تھے؛ جس روز کہ آپ تشریف لائے سب کے سب انتظار کر کے چلے آئے صرف ایک یہودی پہاڑ پر کھڑا رہا اس نے جو دور سے نشان محمدی کو دیکھا۔ تو فوراً شہر والوں کو آواز دی کہ اے مسلمانوں تمہارا مقصود اور مطلوب آ پہنچا؛ یہ سنتے ہی سب کے سب مسلمان ہتھیار لگا کر گھروں سے دوڑے اور استقبال کر کے مقام حرہ سفا پر جو مدینہ شریف کے متصل ہی ہے آپ کی ملازمت حاصل کی اور آپس میں نعرہ ہائے مبارکباد بلند کئے اسوقت جوان اور بوڑھے اور لڑکے تو آپ کے ساتھ ساتھ تھے اور عورتیں واسطے زیارت کے کوٹھوں پر تھیں اور سب کے منہ سے اس وقت یہ آواز نکلتی تھی کہ

جاء رسول اللہ جاء نبی اللہ

یعنے تشریف لے آئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ رونق افروز ہو گئے نبی صاحب اللہ تعالے کے صلے اللہ علیہ وسلم اور لڑکیاں انصار کی دف بجاتی تھیں اور یہ گاتی تھیں کہ:۔

نحن جوار من بنی النجار + یا حبذا محمد من جارھم

یعنے ہم بنی نجار کی لڑکیاں ہیں کیا ہی خوب ہے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بھی ہم ہی میں سے ہیں۔ اور عورتیں انصار کی دروازوں اور کوٹھوں پر یہ پڑھتی تھیں:

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع + وجب الشکر علینا ما دعی للہ داع

اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جماعت انصار سے فرمایا کہ اے جماعت انصار کیا تم لوگ واقعی مجھ کو دوست رکھتے ہو؟ ان سبھوں نے یکدل و یکزبان ہو کر عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم! اسپر حضرت نے فرمایا کہ اسی طرح میں بھی دوست رکھتا ہوں تم سب کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس وقت آٹھ نو برس کا تھا جبکہ حضرت مدینہ منورہ میں تشریف لا کر رونق افروز ہوئے مجھے یاد ہے کہ اسوقت مدینہ کے ہر گھر میں نور اور برکت اور خوشی اور روشنی تھی، اور وفات شریف کا دن بھی مجھے یاد ہے کہ جبکہ مدینہ کے ہر گھر میں اندھیرا اور غم اور مصیبت تھی۔

الغرض جس وقت حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں رونق افروز ہو کر ایک مجلس مبارک میں بیٹھے تو ناواقف لوگ حضرت صدیق کو نبی جان کر انہیں سلام کرتے اور انہی سے مصافحہ کرتے تھے حضرت صدیق اس خیال کو دفع کرنے کے واسطے حضرت کے سر مبارک پر چادر تان کر کھڑے ہو گئے

تاکہ شبہہ رفع ہو جائے۔

احادیث دربارہ فضیلت و خلافت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابو بکرؓ کا حال عشق و اسلام و محبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو کہ جنگ بدر و جنگ اُحد و جنگ حنین میں ظاہر ہوا کتب احادیث و سیر میں مفصل و مشرح مذکور ہے اسوقت چند احادیث صحیحہ جو کہ حضرت صدیق کے بارہ میں خود زبان مبارک حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اور دیگر بزرگان دین سے صادر ہوئیں اور جن سے ان کی فضیلت اور خلافت حقہ کی بھی تصدیق ہوتی ہے ذیل میں بغرض آگاہی مومنین حق درج کیجاتی ہیں۔

۱۔ روایت ہے ابو سعید خدری سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بڑا احسان کرنے والا مجھپر اور ہر دم رفاقت کرنے والا اور مال خرچ کرنیوالا ابو بکر ہے، سب کے دروازے مسجد میں سے بند کر دو، مگر ابو بکر کا دروازہ کھلا رہنے دو، اگر میں سوائے اپنے رب کے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا۔ لیکن وہ بھائی اسلام کا ہے۔ یہ حدیث بخاری و مسلم دونوں میں ہے۔

۲۔ روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھہ کو اپنی حالت بیماری میں کہ بلا اپنے باپ (ابو بکر) اور بھائی کو تاکہ میں ایک تحریر لکھہ دوں، کیونکہ مجھہ کو خوف ہے کہ کوئی آرزو کرے کہ میں ہوں اور وہ نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالےٰ اور سب مومن ابو بکر کے سوا کسی اور (کی خلافت سے) انکار کرتے ہیں یہ روایت مسلم کی ہے۔

۳۔ روایت ہے جبیر بن مطعم سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی اور اُس نے حضرت سے کچھ کلام کیا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر آیئو وہ بولی کہ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو کیا کروں آپ نے فرمایا تو ابو بکر کے پاس آؤ یہ حدیث بخاری و مسلم کی ہے۔

۴ روایت ہے عمر بن العاص سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو لشکر ذات السلاسل پر بھیجا۔ پھر میں جب وہاں سے آیا تو میں نے عرض کیا کہ کون آدمی آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا عائشہ۔ میں نے عرض کیا کہ مردوں میں سے کون؟ تو آپ نے فرمایا کہ باپ اس کا یعنے حضرت ابو بکر صدیق رض پھر میں نے عرض کیا کہ بعد ان کے کون محبوب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ عمر رض یہ حدیث بخاری و مسلم کی ہے۔

۵۔ روایت ہے محمد بن حنیفہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ یعنے حضرت علی المرتضےٰ سے پوچھا کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کون سا آدمی بہتر ہے آپ نے فرمایا۔ کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ میں ڈرا کہ اب کہدیں گے عمر رض کے بعد عثمان بہتر ہیں تو میں نے عرض کیا کہ عمر رض کے بعد آپ بہتر ہیں۔ فرمایا میں تو ایک مرد مسلمان ہوں (اور وہ عالی مرتبہ صاحب رسول اللہ کے ہیں۔ یہ حدیث بخاری کی ہے۔

۶ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت کے زمانہ میں حضرت ابو بکر رض کے برابر

کسی صحابی کو نہ جانتے تھے اس کے بعد عمرؓ کے برابر کسی کو نہ جانتے تھے اسکے بعد عثمانؓ کے برابر کسی کو نہ جانتے تھے؛ یہ حدیث بخاری کی ہے؛

۷۔ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کسی کا بھی احسان نہیں میں نے سب کا احسان ادا کر دیا ہے مگر ابو بکر کا؛ کہ اس کا بدلہ اللہ تعالےٰ اس کو قیامت کے روز دے گا اور مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا کہ ابو بکر کے مال نے دیا؛ یہ حدیث ترمذی کی ہے؛

۸۔ روایت ہے حضرت عمرؓ سے وہ فرماتے ہیں کہ ابو بکر ہمارے سردار اور ہم سب سے بہتر تھے اور وہ ہم سے زیادہ محبوب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے یہ حدیث بھی ترمذی کی ہے؛

۹۔ روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہ تو صاحب و رفیق میرا غار میں۔ اور صاحب و رفیق میرا (حوض کوثر) پر ہے؛ یہ حدیث بھی ترمذی شریف کی ہے؛

۱۰۔ روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں لائق ہے قوم کو یہ کہ جہاں حضرت ابو بکر ہوں وہاں ان کے سامنے کوئی اور شخص نماز پڑھائے؛

۱۱۔ روایت ہے حضرت عمرؓ سے کہ حکم فرمایا ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صدقہ لانے کا پس میں نے کہا کہ آج میں اتنا صدقہ لیجاؤنگا کہ حضرت ابو بکرؓ پر مجھ کو فوقیت ہو۔ سو میں اپنا آدھا مال لے گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر تو نے اپنے اہل کیواسطے کیا چھوڑا ہے؛ میں نے عرض کیا کہ آدھا مال اور حضرت ابو بکرؓ اپنے گھر کا سب کا سب مال

لے آئے ان سے آنحضرت نے کہا کہ اے ابو بکر آپ نے اپنے اہل کے واسطے کیا چھوڑا؟ اسپر حضرت ابو بکر رضؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول۔ پھر میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب مجھ کو حضرت ابو بکر رضؓ پر رسوخ نہیں ہوگا۔ یہ حدیث ترمذی کی ہے۔

۱۲۔ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو وہ دروازہ جنت کا دکھایا جس میں سے میری اُمت جائیگی۔ اسپر حضرت صدیق نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اس بات کو دل سے دوست رکھتا ہوں کہ میں بھی اس وقت آپ کے ساتھ ہوتا تاکہ میں بھی اس دروازے کو دیکھ لیتا۔ اسپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر خاطر جمع رکھ۔ اول سب میں سے تو داخل ہوگا۔ یہ حدیث ابو داؤد کی ہے۔

۱۳۔ روایت ہے کہ حضرت عمر کے سامنے ایک دن ذکر حضرت ابو بکر صدیق کا ہوا تو حضرت عمر رضؓ رو پڑے اور فرمایا کہ میں اس کی آرزو کرتا ہوں کہ میرے سارے عمل حضرت ابو بکر کے صرف ایک دن رات کے عملوں کی مثل ہو جائیں۔ رات تو غار کی جس کا حال اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ اور دن وفات حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا جبکہ کئی ایک عرب دین اسلام سے پھر کر مرتد ہو گئے تھے۔ اور انہوں نے یہ کہا تھا کہ ہم زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے۔ اسپر حضرت ابو بکر نے فرمایا تھا کہ اگر ایک کھُر بھی زکوٰۃ کا نہ دو گے تو میں تم پر جہاد کرونگا اس وقت عمر رضؓ نے حضرت صدیق سے کہا تھا کہ اے خلیفہ رسول اللہ آپ لوگوں کے ساتھ نرمی کریں اور ان کی تالیف قلوب کیا کریں اسپر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو فرمایا تھا کہ

اے عمر تو ایام جاہلیت میں تو بڑا سرکش تھا اور اسلام میں تو آکر ایسا ضعیف ہو گیا ہے وحی تو موقوف ہو گئی اور دین تمام مکمل ہو چکا ہے کیا تو کوئی حق اسلام کا میری زندگی میں کم کرے گا یہ روایت زرین کی ہے اور اسی طرح مشکوٰۃ میں بھی ہے۔

حضرت رسول کریم کی بیماری کا حال اور حضرت ابوبکر کی تقرری امامت و خلافت پر

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنی وفات سے پہلے جب سخت بیمار ہو گئے تو اوّل اوّل نماز جماعت کی آپ خود ہی پڑھاتے رہے لیکن جب اُٹھنے کی طاقت نہ رہی اور وہ وقت نماز عشا کا تھا اور مسجد میں صحابہ واسطے نماز کے منتظر حضور کے تھے تو اس وقت فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا گیا کہ نہیں یا رسول اللہ! آپ کا انتظار ہے فرمایا پانی لاؤ اور مجھ پر ڈالو کہ میں اُٹھوں یہ فرما کر بیہوش ہو گئے اسیطرح تین دفعہ اتفاق ہوا مگر آپ سے اُٹھا نہ گیا اُسوقت حضور نے فرمایا کہ ابوبکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھا دے۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ حضور میرا باپ بڑا نرم دل ہے وہ جب آپ کی جگہ کھڑا ہو گا اور آپ کو نہ دیکھیگا۔ تو اس کو طاقت اور تاب نماز پڑھانے کی نہیں ہو دیگی اگر حضرت عمر کو یہ حکم دیجئے تو خوب ہے۔ اسپر آنحضرت نے پھر یہی فرمایا کہ حکم کرو ابوبکر کو کہ نماز پڑھائے اسوقت حضرت عائشہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تم حضور کی خدمت میں عرض کرو۔ تو حضرت

حفصہ نے بھی وہ بات عرض کر دی جو حضرت عائشہ پہلے عرض کر چکی تھیں، تب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ کیا تم مجھ کو امر حق سے باز رکھتی ہو جیسا کہ کچھ عورتیں حضرت یوسف علیہ السلام کو باز رکھنا چاہتی تھیں اس وقت حسب ارشاد آپ کے حضرت ابوبکر تعمیل حکم کے لئے حاضر و تیار ہو گئے اور وہ جب نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کچھ آرام معلوم ہوا پس دو آدمیوں کی امداد سے آپ بھی اس نماز میں تشریف لے آئے، جس وقت حضرت صدیق اکبر کو حضور کا یہ تشریف لانا معلوم ہوا، تو اسی وقت حضرت صدیق نے امامت سے پیچھے ہٹ آنے کا کیا اسپر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی نماز کے لئے بائیں طرف کو بیٹھ گئے، اور اسی طرح انکے پیچھے آپ نے نماز پڑھی۔

یہ ایک دلیل روشن اہل سنت وجماعت کی حضرت ابوبکر رض کی تقرری کی امامت وخلافت پر ہے، کیونکہ جس وقت حضور نے اپنی جگہ بطور خلیفہ امامت کرنے کا یہ حکم حضرت ابوبکر کے واسطے دیا تھا۔ تو اس وقت دیگر سب صحابہ اور حضرت علی المرتضےٰ حاضر و موجود تھے، اور اس بارہ میں باوجود حضرت عائشہ رض و حضرت حفصہ رض کے منع کرنے کے بھی حضور نے نہ مانا، اور وہی حکم حضرت ابوبکر کی تقرری امامت وخلافت کا برقرار رکھا، تو تو اس سے حضرت ابوبکر کی خلافت حقہ میں کوئی شک نہیں ہے، چنانچہ اسی واسطے حضرت علی المرتضےٰ حضرت ابوبکر رض کو یہ کہا کرتے تھے کہ یا حضرت ابوبکر آپ کو خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدم کیا ہے، پھر کون ہے جو آپ کو موخر کرے، اسی طرح

روایت ہے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہ حضرت علی المرتضےٰ یہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت ابوبکر رضؓ کو مقدم کیا نماز میں اور انہیں امام مقرر فرمایا اور میں اُس وقت حاضر تھا غائب نہ تھا۔ تندرست تھا مریض نہ تھا۔ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو مجھے امام بناتے لیکن آپ نے مجھ کو نہ بنایا اور میں اس امر میں راضی ہوں جس میں کہ خدا اور رسول راضی ہیں اسطرح

روایت ہے جو کہ دار قطنی اور حاکم اور ابن عساکر نے کی ہے کہ حضرت علی المرتضےٰ نے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ میں نے اللہ تعالےٰ سے سوال کیا کہ میں تجھ کو (یا علی) تین صالحوں کے اوپر مقدم کروں پر اللہ تعالےٰ نے اس سے انکار فرمایا اور ابوبکر رضؓ کو مقدم کرنے کا حکم دیا۔ نیز

روایت ہے جو حاکم نے کی ہے اور اس کو ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ یہ کہ ابوسفیان حضرت علی کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اے علی اگر تو کہے تو میں تیری خاطر زمین کو گھوڑوں اور آدمیوں سے بھر دوں اس پر حضرت علی المرتضےٰ نے کہا کہ اے ابوسفیان تو ہمیشہ عداوت اسلام میں ہی رہا ہے اور درانحالیکہ ہم حضرت ابوبکر کو ہر طرح اہل خلافت کا پا چکے ہیں یہاں سے بھی بخوبی ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر رضؓ کی خلافت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ متعین کر دی تھی۔

حال وفات حضرت رسول کریم و خلافت حضرت ابوبکر رضؓ

جس وقت حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک

اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو کوچ کر گئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حجرۂ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ میں تشریف لائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر سے چادر اٹھا کر آپ کو دیکھا پھر انہوں نے بوسہ دیا آپ کی پیشانی نورانی کو اور اپنا منہ آپ کے دہن مبارک کے اوپر رکھ دیا اور کہا کہ ہائے نبی اللہ تعالےٰ کے! پھر روتے روتے دوبارہ بوسہ دیا اور کہا کہ ہائے مقبول اللہ تعالےٰ کے! پھر سر اٹھایا اور پھر روتے روتے بوسہ دیا اور کہا ہائے محبوب اللہ تعالےٰ کے، قربان ہوں آپ پر میرے ماں باپ آپ اب بھی ویسے ہی خوشبودار ہیں جیسے کہ زندگی میں خوشبودار تھے اس کے بعد حضرت صدیق حجرۂ مذکور سے باہر آگئے اور جب حجرہ سے باہر آئے تو دیکھا کہ صحابہ کا عجیب حال ہے۔ حضرت عمر رضؓ تلوار لئے کھڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی، اس پر حضرت ابوبکر رضؓ نے حضرت عمر رضؓ کو فرمایا کہ بیٹھو یا عمر! لیکن حضرت عمر رضؓ نے اپنے عشق کی بیتابی میں یہ نہ سنا۔ پھر فرمایا کہ اے آدمی۔ سن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی ہے، اور آپ جنت الفردوس کو تشریف لیگئے ہیں کیا تو نے خطاب اللہ تعالےٰ کا نہیں سنا جو اس نے اپنے حبیب کو قرآن مجید میں فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ انک میت وانھم میتون یعنے تو بے شک مرنے والا ہے اور یہ سب لوگ بھی مرنے والے ہیں، نیز فرمایا کہ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد فان مت فھم خلدون

وفات شریف پر حضرت صدیق کا خطبہ

اس کے بعد حضرت صدیق اکبر منبر نبوی پر آئے اور سب لوگ

حضرت عمر رض کو چھوڑ کر ان کے پاس جمع ہو گئے تب حضرت صدیق اکبر نے ایک نہایت ہی پُر تاثیر خطبہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر پڑھا اس میں اول حمد و ثنا اللہ تعالےٰ کی بیان فرمائی پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اور فرمایا کہ تحقیق ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس جہان فانی سے وفات پائی ہے اور جو کوئی خداوند تعالےٰ کی بندگی کرتا ہے، تو وہ حی لایموت کے ہاں زندہ ہے جو کبھی مرنے والا نہیں اور یہ آیت پڑھی کہ وما محمد الا رسول اللہ قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کوئی خدا کے شریک تو نہ تھے البتہ وہ اللہ تعالےٰ کے رسول ضرور تھے ان سے پہلے بھی بہت سے رسول اللہ تعالےٰ کے گذر چکے ہیں۔ اگر یہ بھی مر جائیں، یا مارے جائیں تو کیا تم لوگ اپنی ایڑیوں کے بل دین حق سے پھر جاؤ گے؟

جس وقت سب نے حضرت صدیق سے یہ دونوں آیتیں سنیں، تو سب کے دل قرار پکڑ گئے اور سبکو یقین ہو گیا کہ بے شک حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی ہے حضرت صدیق نے یہ دونوں آیتیں ایسے وقت میں اور ایسی طرز میں پڑھکر سنائیں کہ سنے جانا کہ گویا آج تازہ نازل ہوئی ہیں، پھر گلی کوچوں میں لوگ یہی آیتیں پڑھنے لگے۔

وفات شریف پر حضرت عمر کا خطبہ

اس مجلس میں پھر حضرت عمر نے بھی بطور خطبہ کے یہ کہا کہ اے لوگو اس سے پہلے جو میں یہ بات کہتا تھا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے

وفات نہیں پائی وہ میرا کہنا نہ کتاب اللہ سے تھا نہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بلکہ میں بطور خود اپنے دل میں یہ امید رکھتا تھا کہ شاید پھر روح مبارک جسم شریف میں آجائے اور حضور ہمارے دین کی تدبیر فرمائیں اور میرا دل یہ چاہتا تھا کہ ہم آپ کے سامنے مریں لیکن اختیار کیا اللہ تعالےٰ نے جو کچھ اس کو منظور تھا اور یہ جو کچھ حضرت صدیق اکبر نے فرمایا ہے کہ یہ کتاب اللہ سے ہے اور یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کو مضبوط پکڑو اور حق جانو۔

ابو نصر نے کہا ہے کہ یہ قول انکار وفات حضرت عمر رض کا محض خوف فتنہ وفساد منافقین سے یہ تھا پھر جس وقت انہوں نے حضرت صدیق اکبر کی قوت یقین کو دیکھا تو ان کے قلب کو تسکین ہو گئی۔ اور خود فرمایا کہ قسم ہے اللہ تعالےٰ کی یہ آیت حضرت صدیق کے پڑھنے سے اس وقت خیال میں یوں آئی کہ گویا ہمنے کبھی نہیں سنی تھی پھر جب میں نے حضرت صدیق سے یہ آیت سن لی تو میرے بدن میں ایک لرزہ سا پڑ گیا اور میں اپنی جگہ سے گر پڑا۔

ایسا ہی ابن عمر رض کہتے ہیں کہ گویا ہم سب کے دلوں میں ایک پردہ سا پڑا ہوا تھا حضرت ابو بکر کے خطبہ سے وہ پردہ سب کے دلوں سے اٹھ گیا اور سب نے یقین سے جانا کہ واقعی حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی ہے۔ اسوقت سب نے پڑھا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون

حال بیعت خلافت حضرت صدیق رض

بعد اس کے حضرت صدیق نے اہل بیت رسول اللہ صلعم

کو تسلی دی اور ان کو فرمایا کہ آپ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے غسل و کفن میں مشغول ہوویں کیونکہ یہ کام آپ سے علاقہ رکھتا ہے اور میں ایک بڑے اہم کار دین میں مشغول ہوتا ہوں اور وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خلافت کا ہے جو کہ اس وقت مقدم اور ضروری اور لازمی ہے پھر اکابر مہاجرین اور اشراف انصار کے ساتھ آپ اس کام میں مصروف ہوئے۔

انصار نے مہاجرین سے کہا کہ ہمارا امیر ہم میں سے ہو اور تمہارا تم میں سے ہو اس وقت حضرت عمر نے کہا کہ اے جماعت انصار کے صاحبو کیا تم یہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زندگی میں حضرت ابوبکرؓ کو اپنے اصحاب پر مقدم کیا ان کو ہم سب کا امام بنایا سو کیا اب تم کو یہ بات پسند آتی ہے کہ حضرت ابوبکر پر تم مقدم ہو اور اس کے امام بنو یہ سنکر انصار نے کہا کہ نعوذ باللہ ہم یہ بات نہیں چاہتے یہ روایت نسائی کی ہے۔

پھر کھڑے ہوئے زید بن ثابت اور انہوں نے سب لوگوں سے یہ کہا کہ اے بھائیو تم خوب جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں تھے اور خلیفہ بھی مہاجرین میں سے ہونا چاہیئے اور ہم لوگ تو سب انصار یعنے مددگار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے سو اب اسی طرح ہم مددگار خلیفہ رسول اللہ کے بھی ہیں جیسے کہ مددگار خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے۔

پھر انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ لو اب یہ صاحب ہے تم سب مسلمانوں کا۔

اسوقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اوّل بیعت حضرت عمر رضؓ نے کی پھر سبھی صحابہ نے جو مہاجرین اور انصار میں سے تھے۔ تب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ منبر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر

رونق افروز ہوئے اور سب طرف لوگوں کو دیکھا ان میں حضرت زبیر رضؓ کو نہ پایا سو اسی وقت آپ نے اُن کو بلوایا اور فرمایا کہ اے زبیر رضؓ تم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی کے بیٹے اور حضور ممدوح کے حواری ہو کیا تم یہ ارادہ کرتے ہو کہ مسلمانوں کے عصا کو توڑ دو انہوں نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے میرا یہ ارادہ نہیں ہے پس حضرت زبیر رضؓ حضرت صدیق کے آگے کھڑے ہو گئے اور سب کے سامنے ان کی بیعت کی۔

پھر حضرت صدیق نے جو مجمع پر نظر ڈالی تو اُن لوگوں میں حضرت علی المرتضےٰ کو نہ پایا سو اسی وقت ان کو بھی بلوایا اور کہا کہ یا علی المرتضےٰ آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہو اور حضور کے داماد بھی ہو کیا آپ یہ ارادہ کرتے ہو کہ مسلمانوں کے عصا کو توڑ دو اس پر حضرت علی المرتضےٰ نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے میں ہرگز یہ ارادہ نہیں رکھتا پس اس وقت حضرت علی مرتضےٰ نے بھی حضرت صدیق اکبر کی بیعت کی اس حدیث کو ابن سعد اور حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ بیعت اسی دن ہوئی جس دن کہ وفات حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وقوع میں آئی یعنے تاریخ بارہویں ربیع الاول روز دوشنبہ سنہ ۱۱ ہجری کو۔

خطبہ دوسرا اور بیعت عامہ

محمد بن اسحاق نے اپنی سیرت میں کہا ہے کہ مجھ کو یہ حدیث زہری سے اور ان کو انس بن مالک سے ملی کہ جب صحابہ نے حضرت ابو بکر کی بیعت مقیفہ بنی ساعدہ میں کر لی اور دوسرا دن ہوا تو پھر حضرت ابو بکر رضؓ منبر پر بیٹھے

ان کے پاس حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اللہ تعالےٰ کی حمد بیان کی اور کہا کہ اے بھائیو بیشک اللہ تعالےٰ نے تمہارا کام تمہارے بہترین برادر کو سونپا ہے اور وہ صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اور ثانی اثنین یعنے دوسرا ہے رسول مقبول کا غار میں سو تم لوگ کھڑے ہو جاؤ اور اس کی بیعت کرو پس اس وقت تمام لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت کی پھر حضرت ابوبکر نے بعد حمد اللہ جل شانہٗ کے بطور خطبہ یہ فرمایا کہ اے لوگو۔ میں تمہارا ولی بنایا گیا ہوں اور تم سے بہتر نہیں ہوں سو اگر میں کوئی بہتر بات تمہیں کہوں تو اس میں تم میری مدد کرو اور اگر کوئی بری بات کہوں تو اسمیں تم لوگ مجھے سنبھالو۔ سچ بولنا امانت ہے اور جھوٹ بولنا خیانت ہے جو کوئی تم میں سے ضعیف ہے وہ مجھ پر قوی ہے کہ میں انشاء اللہ تعالےٰ اس کا حق پہنچاؤنگا اور جو کوئی تم میں سے قوی ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہے کیونکہ میں انشاء اللہ تعالےٰ اس سے حق مسلمانوں کا پورا پورا لیلونگا۔ جس قوم میں جہاد موقوف ہوگا اللہ تعالےٰ ذلت ڈالدیگا اور جس قوم میں فحش پیدا ہوگا اس قوم پر اللہ تعالےٰ بلائے عام ڈالے گا۔ سو تم لوگ میری اطاعت اسوقت تک کرو جب تک کہ میں اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول پاک کی اطاعت کرتا رہوں اور جب میں اللہ اور اس کے رسول پاک کی نافرمانی کروں تو ہرگز میری اطاعت نہ کرو پس تم لوگ اپنے فرض حقی نماز پر رہو اللہ تعالےٰ تم پر رحم کرے۔

روایت ہے عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ خطبہ پڑھا۔ اور کہا کہ قسم ہے اللہ تعالےٰ کی میں کسی دن اور نہ کسی رات ہرگز حریص سرداری کا نہ تھا اور نہ مجھ کو کچھ رغبت سرداری کی تھی اور نہ کبھی میں نے اس بات کی بطور ظاہر یا پوشیدہ کوئی دعا اللہ تعالےٰ سے مانگی لیکن اصل

حال یہ ہے کہ میں فتنہ اور فساد سے ڈر گیا اور یہ خدمت خلافت قبول کی کیا مجھے اس سرداری (خلافت) میں کچھ راحت ہے نہیں بلکہ اس سے میری گردن میں ایک ایسا امر عظیم ڈالا گیا ہے کہ مجھے اس کے اٹھانے کی طاقت نہیں ہے، ہاں مگر اللہ تعالےٰ کی امداد و قوت سے یہ بار اٹھایا جائے گا۔

اس وقت حضرت علی رضؓ اور زبیر نے کہا کہ ہمیں غصہ کسی بات کا نہیں ہے مگر فقط خیال یہ تھا کہ ہمیں اول مشورہ میں کیوں نہ پوچھا اور بیشک ہم جانتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب لوگوں میں سے اس کام کے لائق ہیں کیونکہ وہ صاحب غار ہیں حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ شریف اور سب سے بہتر ہیں خصوصاً اس وجہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زندگی مبارک میں ان کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا یہ حال تاریخ الخلفاء میں مفصل مذکور ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کا حال

جس وقت مسلمانوں نے اس کار خلافت سے فراغت پائی تو سب نے پوچھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کہاں دفن ہو گئے حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس کسی نبی نے جہاں وفات پائی، وہ وہیں مدفون ہوئے جس جگہ کہ وہ فوت ہوئے، یہ اول اختلاف تھا جو واقع ہوا، صحابہ میں سے بعض یہ کہتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ معظمہ میں دفن ہوں کیونکہ آپ وہیں پیدا ہوئے تھے، اور بعض کہتے تھے کہ مسجد نبوی مدینہ منورہ میں دفن کئے جاویں، اور بعض یہ کہتے تھے کہ بیت المقدس میں آپ کو دفن کیا جائے کیونکہ اکثر انبیائے خدا علیہم الصلوٰۃ والسلام

وہیں مدفون ہیں اور بعض کہتے تھے کہ حضرت کو جنت البقیعہ کے قبرستان میں دفن کریں حضرت صدیق اکبرؓ نے اس وقت ایک حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پڑھ کر سنائی پس یہ اختلاف رفع ہو گیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حجرۂ مبارک میں دفن ہوئے اور وہیں اس وقت مزار پر انوار آپ کا ہے جو کہ زیارت گاہ عام و خاص ہے +

حالات عہد خلافت عہد حضرت ابوبکر صدیقؓ

روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو بعض لوگوں میں کچھ نفاق سا پھیل گیا اور کچھ عرب یعنی بیرونجات مدینہ کے لوگ مرتد ہو گئے، اور انصار میں بھی اختلاف ہوا۔ اگر اس اختلاف کو مٹانے اور فساد کو دبانے کا کام کسی پہاڑ ایسے مضبوط شخص پر بھی پڑتا تو البتہ وہ اس کو نہ اٹھا سکتا مگر اس کو میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے خدا تعالےٰ کی مدد سے بکمال خوبی و خوش اسلوبی اٹھا لیا اور بہت عمدہ طرح سے رفع دفع کر دیا اسیطرح

روایت ہے حضرت عمرؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اعراب یعنی اطراف مدینہ کے رہنے والے لوگ مرتد ہو گئے اور وہ یہ کہنے لگے کہ ہم نماز تو پڑھیں گے مگر زکوٰۃ نہیں دینگے، اس وقت میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ اس مقدمہ میں ذرا نرمی کیجئے اور ان لوگوں کے دل ہاتھ میں لیجئے، کیونکہ یہ لوگ وحشیوں کی مانند ہیں اسپر حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ یا عمرؓ میں تجھے

اس معاملہ میں امداد کی امید رکھتا ہوں، اور تو کم ہمت ہو گیا ہے، جاہلیت میں تو تو بڑا مضبوط تھا اب اسلام میں بودا ہو گیا ہے، تو ہی بتلا کہ بھلا میں ان لوگوں کی کس بات سے دلداری کروں، افسوس ہے کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ہیں اور وہی الٰہی موقوف ہو گئی ہے، پر قسم ہے اللہ تعالےٰ کی میں ان لوگوں پر جہاد کرونگا اور اپنی تلوار کو ان سے نہیں روکونگا اگر یہ ایک کھُر بھی بکری کا حق زکوٰۃ سے بند کرینگے، اسوقت حضرت عمر رض نے کہا کہ بے شک اللہ تعالےٰ نے حضرت کا سینہ کھولدیا ہے، اور میں نے یہ جان لیا ہے کہ آپ حق پر ہیں۔

حال روانگی و فتح لشکر اسامہ بن زید

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ فتنہ و فساد کے مٹانے کیواسطے حضرت صدیق اکبر نے اسامہ بن زید کا لشکر روانہ کیا جو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وقت وفات قریب سُنکر معرکہ روم میں سے واپس آئے ہوئے تھے، بعض صحابہ کی یہ رائے ہوئی کہ لشکر اسامہ کا جانا مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ خبر اگر عرب لوگ سنیں گے کہ مدینہ سے اتنے لوگ باہر گئے ہیں، تو مدینہ خالی سمجھکر ارادہ فساد کا کرینگے، حضرت صدیق نے فرمایا کہ اگر اس لشکر کے جانے سے مدینہ خالی ہو جائے اور ہمیں جنگل کے جانور کھا جاویں تو کچھ پرواہ نہیں، مگر مجھ کو محبوب ہے حکم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اور میں اس کو جاری کرونگا، اسوقت حضرت صدیق نے اسامہ سے حضرت عمر رض کو مانگ لیا کہ واسطے کار روائی خلافت کے ضرورت ہے اور لشکر کو روانہ کیا چنانچہ چالیس روز میں حضرت اسامہ وہاں جا کر اور فتح پا کر با سلامت واپس آ گئے وہاں انہوں نے بہت سے

کافروں کو مارا اور اپنے باپ زید کے قاتل کو بھی قتل کیا اور باغات ان ظالموں کے جلا دیئے اور بہت سا مال غنیمت ہمراہ لائے یہ آخری جہاد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا، اول جہاد حضرت صدیق اکبر کا مشہور ہے،

انجام اسود عنسی کذاب مدعی نبوت

اسود عنسی کذاب ایک کاہن تھا جو گدھے پر سوار ہوا کرتا تھا، وہ شیطان اس کے رفیق تھے، ان کی مدد سے وہ لوگوں کو اخبار غیبی گڑھ کر سنایا کرتا تھا، اور کئی ایک عجائب و غرائب لوگوں کو دکھلاتا تھا، بہت سے لوگ اس کے ساتھ جمع ہو گئے اور وہ صنعا پر غالب ہو گیا اور اس نے وہاں کے لوگوں کو یہاں تک اپنا مطیع کر لیا کہ شہر بن بازان جو وہاں کا مسلمان حاکم تھا، اس کو مار ڈالا اور اس کی عورت مرزبانہ نام کو زبردستی اپنی بیوی بنا لیا،

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ نے عکرمہ بن ابی جہل کو ایک فوج مسلمانوں کی دیکر اس ملعون کے قتل کے واسطے روانہ کیا جب لشکر اسلام وہاں پہنچا، تو انہوں نے اس کی بیوی مرزبانہ کو کہلا بھیجا کہ اس شخص نے تو تیرے باپ اور بھائیوں کو قتل کیا ہے پھر تو کس طرح اس کے خاوند ہونے پر راضی ہے انہوں نے کہلا بھیجا کہ یہ ملعون اسود دشمن خدا کا میرے نزدیک ایک بدترین مخلوق ہے میں اس کے قتل کے درپے ہوں، پس فیروز دیلمی کو جو چچا زاد بھائی مرزبانہ کا اور بھانجہ نجاشی بادشاہ کا تھا، اور مسلمان تھا، اور دوسرے آدمی قادیہ کو مقرر کیا گیا کہ رات کے وقت نقب لگا کر آئیں جب وہ آئے تو ان کو بتایا گیا کہ وہ سوتا ہے تو انہوں نے اس کو قتل کیا اور سر اس کا کاٹ لیا، جب آواز خرخر کی اس کے ان چوکیداروں کو پہنچی جو اس کے دروازہ

پر ایکہزار کی تعداد میں بطور اسکے باڈی گارڈ و محافظ جان کے ہر وقت حاضر و موجود رہتے تھے تو وہ اندر کو دوڑے تب اسکی بیوی مرزبانہ نے کہا کہ سب ہٹ جاؤ اسوقت اسود پر وحی نازل ہو رہی ہے صبح کو وہ اسے سنائینگے سو وہ سب پیچھے ہٹ کر اپنی جگہہ پر آگئے اور فیروز اور اسکا ساتھی اس نقب کے راستے سے سر اس کا لیکر چلے گئے موذن مسجد کو اسکی خبر تھی پس اسنے صبح کیوقت اپنی اذان میں جب اشہد ان محمدا رسول اللہ تو سب نے جان لیا کہ ملعون اسود کذاب مارا گیا ہے اسوقت فیروز نے نماز صبح پڑھی اور یہ مہم اس طرح ساتھ فتح کے انجام کو پہونچی۔ بعض محدث اور اہل سیر اس واقعہ کی نسبت یوں بھی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا تھا۔

حال طلیحہ بن خویلد کذاب مدعی نبوت

بعد اس کے ایک اور شخص طلیحہ بن خویلد نے جو قبیلہ بنی اسود سے تھا دعوے نبوت کا کیا اور کچھ کرشمے لوگوں کو دکھلائے اور کہا کہ مجھپر جبرئیل علیہ السلام وحی لاتے ہیں اس باب میں اس کو یوں عروج ہوا کہ ایک شخص عتبہ بن حصین فزازی جو مع اپنے قبیلے کے اسلام سے پھر گیا تھا وہ طلیحہ کا مددگار بن گیا۔ اس فتنہ کو مٹانے کے واسطے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید کو سردار کر کے لشکر اسلام کو ان کے ساتھ روانہ کیا حضرت خالد نے قبیلہ بنی طے میں پہنچکر مقام کیا اور جو مسلمان طلیحہ کے پھندے میں آئے ہوئے تھے وہ سب ان کے ساتھ ہوئے پھر طلیحہ سے مقابلہ کیا گیا اس میں عتبہ تو مع اپنی قوم کے بھاگ گیا۔ اور لشکر طلیحہ کا فرار ہو کر شام کو پہنچا اور بعض انمیں سے جو مرتد ہو گئے تھے دوبارہ اسلام لے آئے اور طلیحہ بھی مسلمان ہو گیا اور پھر نہاوند میں مسلمانوں کے ہمراہ ہو کر شہید ہوا۔

حال سجاح بنت الحارث و مسیلمہ کذاب

بعد اس کے ایک عورت سجاح بنت الحارث نے جو بنی یربوع میں سے تھی بنی تغلب میں دعوے نبوت کا کیا اور ایک جماعت کثیر اس کے ہمراہ بھی کفار ظالموں کی جمع ہو گئی اسی اثنا میں ایک شخص مسیلمہ کذاب نے بھی جو خود کو احمد کہتا تھا یمامہ میں دعوائے نبوت کا کیا اور وہ نبی یمامہ میں سے تھا اور اپنا نام رحمان الیمامہ رکھا تھا اس لئے کہ وہ کہتا تھا کہ مجھ پر جو وحی لاتا ہے اس کا نام رحمان ہے، اور ان دونوں مدعیان نبوت کا مکان ریاست قریب قریب تھا بعضوں نے لکھا ہے سجاع مدعیہ نبوت نے ارادہ ملاقات مسیلمہ کا کیا اور معہ اپنے لشکر اسکے مقابلہ کو آئی۔ لیکن مسیلمہ آدمی بڑا مفتری چالاک اور کذاب تھا اس نے سجاح کے واسطے اپنے پائین باغ میں ایک خیمہ پر تکلف کھڑا کرا دیا اور بہت ہی تکلف اور شان و شوکت سے اس کو آراستہ کر کے اس میں اس کو بطور مہمان بٹھرایا، اور پھر آپ ملاقات کے واسطے اس خیمہ میں سجاح کے پاس آیا چنانچہ مدارج میں لکھا ہے، کہ مسیلمہ از خود دور اندیشی سے اس کی ملاقات کو گیا اور ہدیئے اور تحفے بہت کچھ اس کے واسطے اس نے اول ہی اس کے واسطے روانہ کر دیئے تھے، تواریخ میں مذکور ہے کہ جب دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا، تو قوت شہوانی نے ہر دو جانب سے غلبہ کیا وہاں مسیلمہ پر وحی آئی کہ اے سجاح تو بھی برحق نبی ہے اور میں بھی برحق نبی ہوں۔ وہ جو آدھا حصہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا ہے وہ تجھ کو ملے گا، سجاح جو مسیلمہ کو دیکھ کر مست ہو گئی تھی اس کا بھی حال یہی تھا، مگر بسبب نام نبوت کے دونوں طرف شرم آ رہی تھی، تب سجاح نے کہا کہ اے نبی اللہ کے تجھ پر اسوقت پھر بھی وحی آ سکتی ہے، اس نے کہا کہ ہاں

کیوں نہیں آسکتی، تھوڑی دیر سر بگریباں لے گیا، اور بولا کہ ہاں اب پھر وحی آئی ہے اور اس کا مضمون یہ ہے، کہ اے سجاح تو بھی نبی برحق ہے، اور معجزہ تیرا حسن تیرا ہے، اور انکھیں تیری جہاد ہیں، اور ناز و انداز اور گرمی یہ تیرا خلق ہے، اور امتحان کرنا عاشق کا یہ تیرا صبر ہے۔ اور خواہش وصال تیری پلصراط ہے، اور ہم آغوشی دخول جنت ہے، اور بوسہ تیرا جام کوثر ہے۔ جب سجاح نے یہ مضمون وحی مسیلمہ کا سُنا تو کہا کہ واقعی تو نبی برحق ہے اور تجھے یہ سب غیب سے معلوم ہُوا اب کیا دیر ہے، وہ کذاب بولا کہ نبوت کا خیال تو ضرور چاہیئے۔ اوّل ہمارا تمہارا نکاح ہونا ضروری ہے، مگر چونکہ وہ دونوں اسوقت نشہ شراب خمر و شوق میں بدمست تھے رہ نہ سکے۔ اتنے میں مسیلمہ نے کہا کہ مجھ کو پھر وحی آئی ہے، کہ ان شئت جمع یعنے اگر تو چاہے، تو بغیر نکاح کے مجامعت کرلے پھر تو ہوا جو کچھ ہُوا۔ اور تین دن رات تک اسی خیمہ میں ان دونوں نابکاروں نے خوب اپنا منہ کالا کیا، پھر تین دن کے بعد اپنی اپنی وحی سے دونوں نے آپس میں نکاح کیا، قوم سجاح کے لوگ نہایت ہی بد دل اور شرمندہ ہوئے، اور انہوں نے سجاح سے کہا کہ تو نے اپنے مہر کا نکاح کیا مقرر کیا ہے، اسپر سجاح نے مسیلمہ سے مہر طلب کیا مسیلمہ نے سجاح کے موذن کو کہا کہ اذان میں کہدے کہ اوقات خمسہ میں سے (صبح و عشا) دو وقتوں کی نمازیں سجاح کے مہر میں معاف ہوئیں، اور باقی صرف تین نمازیں رہگئیں، اور ایک آدھی کھجور حق مہر مقرر ہوا، یہ اس واسطے کہ دولت دنیا لائق انبیا کے نہیں ہے۔

مدارج میں لکھا ہے کہ مہر سجاح کا نصف غلہ یمامہ کا مقرر ہوا تھا بہرحال آخرکار سجاح کا کام بگڑ گیا، کیونکہ اس کے لشکر کے لوگ جو مالک بن نویرہ

وغیرہ تھے، سب کے سب اُس کو چھوڑ کر اپنے اپنے ٹھکانے چلے گئے اور سجاح گمنام ہو گئی بعض روایت میں آیا ہے کہ وہ آخر حضرت معاویہ کے عہد میں مسلمان ہو گئی تھی۔

حال قتل مسیلمہ کذاب

تاریخ طبری میں مرقوم ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فتنہ و فساد مسیلمہ کذاب کو مٹانے کے واسطے مسیلمہ کی طرف گیارہ لشکر روانہ کئے۔ ان میں سے پہلا لشکر عکرمہ ابن ابوجہل تھا بعد اُس کے لشکر شرجیل کا روانہ ہوا اور حضرت صدیق نے ان دونوں لشکروں کو یہ حکم دیا ہوا تھا کہ دروازہ یمامہ کا گھیر لیں اور وہیں جمے رہیں تا آنکہ دوسرا حکم پہنچے جب مسیلمہ نے دیکھا کہ دروازہ یمامہ کا اسپر گھر گیا ہے اور وہاں سے اس کو نکلنا مشکل ہو گیا۔ تو اُس نے بندوبست اس بات کا کیا کہ رستہ مدینے کا بند کرنا چاہیئے تاکہ اور فوج وہاں سے نہ آسکے پس تمام گانوں والوں کو جو اُس کے مطیع تھے، اس نے اغوا کر کے مدینہ منورہ کے رستہ میں فساد برپا کیا۔ حضرت صدیق رضؓ نے یہ معاملہ سُنکر حضرت خالد بن ولید کو سردار بنایا اور ۱۳ ہزار مہاجرین و انصار اُن کے ساتھ کئے مہاجروں کے دو سردار مقرر کئے گئے ابو حذیفہ بن عتبہ اور زید خطاب جو عمر رضؓ کے بھائی تھے، اسی طرح انصار پر دو سردار مقرر کئے ثابت بن قیس بن شماس اور براء بن مالک جو انس بن مالک کے بھائی تھے، اور مقدمۃ الجیش کا سردار عبداللہ بن عمر کو مقرر کیا اور ان سب کو حضرت خالد کے تحت کر کے روانہ کیا جب یہ لشکر موقع پر پہنچا تو شرجیل نے اس کا استقبال کیا۔

اس ہجوم لشکر اسلام کی خبر جسوقت مسیلمہ نے سُنی تو اس نے فی الفور

اہل یمامہ اور ان کے سردار مجاعہ بن مراوہ اور قوم بنی حنیفہ اور ان کے سردار
شحامہ بن اناک اور بہاء الرجال کو بلا کر جمع کیا۔ بہاء الرجال وہ شخص ہے
جو کہ حضرت کے وقت میں ایک صحابی تھا اور قرآن شریف پڑھا کرتا تھا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے جب مسیلمہ کذاب کا فساد سنا تھا۔ تو اس شخص بہاء الرجال کو
اس غرض سے اس طرف بھیجا تھا کہ وہ وہاں جا کر قرآن مجید لوگوں کو سنائے
اور ان کو دین اسلام سکھائے اور اس طرح مسیلمہ کا رہائے مکر و فریب کو
خراب کر دے لیکن جب وہ مسیلمہ کے پاس آیا تو اس کو اس نے اپنی باتوں سے
پرچا لیا اور پھر وہ اس کا مصاحب ہو کر اسلام سے مرتد ہو گیا اور لوگوں کو یہ
کہنے لگا کہ کی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے اپنی نبوت مسیلمہ کو دے دی ہے
اور مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں تم کو خبر کر دوں کہ تم مسیلمہ پر ایمان لاؤ۔
الغرض جب مسیلمہ نے ان سبھوں کو جمع کیا اور کہا کہ اب تم لوگ اس معاملہ
میں کیا تدبیر کرتے ہو انہوں نے کہا کہ تیرا لشکر مسلمانوں کے لشکر سے کہیں
زیادہ اور بڑا ہے پس تو ان سے خوب جنگ کر لیکن قلعہ کے اندر لڑنا
مناسب نہیں پھر مسیلمہ شہر کے باہر چالیس ہزار سوار لیکر نکلا اور زیر دیوار یمامہ
انگوری باغ میں اس نے اپنا خیمہ کھڑا کیا۔ اسوقت اس کے لشکر میں سے
سجاعہ بیس ہزار سوار لیکر حضرت خالد بن ولید کے مقابلہ میں آیا۔ اور اس
روز بہت سخت لڑائی ہوئی جس میں مسلمان شکست میں رہے اور چھ سو پچاس
مسلمان شہید ہو گئے جن میں مہاجرین اور انصار اور اہل عرب میں کے نامی
گرامی صحابہ خصوصاً حضرت زید ابن خطاب حضرت عمرؓ کے بھائی اور ابو حنیفہ
اور ثابت بن قیس تھے اس حال سے حضرت خالد بن ولید کو بہت ہی غم ہوا
اور وہ بولے کہ مجھ پر کسی سے بات کرنا حرام ہے جب تک کہ میں اعدا کی پیٹھ

نہ دیکھ لوں، پس دوسرے روز وہ بذات خود معہ لشکر صحابہ کے پھر دشمنوں پر حملہ آور ہوئے، اور ایسا قتال کیا کہ ایک ہی ساعت میں ہزارہا کفار کو قتل کر ڈالا، اور پھر مسیلمہ کے انگوری باغ کے دروازہ تک جا پہنچے۔ اس وقت لشکر مسیلمہ کا مسیلمہ کی طرف کو بھاگا اور اس کے پاس پہنچکر اس کے اہل لشکر نے اس سے کہا کہ کہاں ہے وہ تیرا وعدہ جو تو نے کہا تھا کہ فتح آخر تمہاری ہے، مسیلمہ نے کہا کہ کل فتح تمہاری تھی اور آج ان کی ہے یہی طریقہ نبوت کا ہے، اب تم واسطے حرمت اپنے بال بچوں اور بیویوں کے خوب ہمت باندھ کر سعی کرو اور آج کے دن میں اور تم دونوں برابر ہیں، اس وقت ان سب نے اس کو کہا کہ اب تو اس جگہ کو چھوڑ، اور شہر اور قلعہ میں داخل ہو جا تاکہ ہم سب امن و پناہ کی جگہ میں آجائیں، لیکن مسیلمہ کو یہ خوف تھا کہ میں باغ میں سے نکلا، اور مارا گیا، بولا کہ نبی کی شان نہیں ہے، کہ اپنی جگہ سے اللہ کے دشمنوں کے مقابلہ سے بھاگے، صبر کا مقام ہے، پس یہی جگہ میری ہے، اور یہی جگہ تمہاری ہے، (یعنے جہنم میں پہنچنے کی) پھر اس نے اپنی زرہ پر ایک اور زرہ پہنی اور گھوڑے پر سوار ہو کر دروازہ باغ پر آیا وہاں بہت ہی سخت لڑائی ہوئی، اس وقت مسلمانوں میں سے دو سو آدمی شہید اور پانچسو آدمی زخمی ہوئے، اس پر حضرت خالد کو پھر سخت ہی صدمہ اور غم لاحق ہوا پس وہ نہایت ہی شجاعت اور دلیری سے بڑی پھرتی کے ساتھ اس باغ میں کود پڑے اور فوراً دروازہ باغ کا کھولدیا اور باغ کے اندر اور باہر سات ہزار کفار قتل کر ڈالے، اس دن سے اس باغ کا نام حدیقۃ الموت ہو گیا، پہلے اس کا نام حدیقۃ الکرم یعنے انگوری باغ تھا، پھر وہ سب کفار قلعہ کی طرف بھاگے، حضرت خالد نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ ان کو قلعہ تک نہ پہنچنے دو، پس مسلمانوں نے

ان کا سخت پیچھا کیا یہاں تک کہ ان میں سے سات ہزار کفار قتل کر کے فی النار والسقر کر ڈالے اس وقت مسیلمہ نے جانا کہ اب میری نجات نہیں گھوڑے کو چھوڑا اور باغ سے اپنا منہ ڈھانپ کر قلعہ کی طرف کو چلا۔ لشکر اسلام میں سے وحشی قاتل امیر حمزہ معہ انصار کے اس گھات میں کھڑا تھا کہ انصار نے اس کو اس طرح جاتے ہوئے دیکھ لیا اور اس کو ایک تلوار ماری اس تلوار نے اس کا کام تمام تو نہ کیا، مگر اس کو زمین پر گرا دیا۔ اس وقت انصار نے پکارا کہ اے وحشی تو کیا دیکھ رہا ہے، یہی مسیلمہ کذاب ہے دشمن اللہ اور اس کے رسول کا وحشی کے ہاتھ میں اس وقت وہی بھالا تھا جس سے اس نے حضرت امیر حمزہ کو شہید کیا تھا۔ پس اس نے لپک کر وہی بھالا مسیلمہ کے پیٹ میں اس قوت سے مارا کہ اسکی دونوں زرہیں توڑ کر اس کی پیٹھ میں سے جا نکلا۔ اور وہ ملعون داخل جہنم ہوا عبرت: کیا ہی دھوکا ہے شیطان ملعون کا کہ مسیلمہ نے اتنی بڑی عمر پائی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے والد بزرگوار بھی اس کے سامنے پیدا ہوئے تھے، اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہ خود بھی مدینہ منورہ آیا تھا، اور اس کے ساتھیوں میں سے کئی ایک لوگوں کو اسلام نصیب ہوا، مگر یہ بدبخت ازلی حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا جمال مبارک دیکھ کر بھی روشن دل نہ ہوا اور اپنے ہزاروں ساتھیوں کے ساتھ فی النار والسقر ہو گیا۔ خسر الدنیا والاخرہ اور وحشی نے حالت کفر میں ایک ایسے عالی مرتبت مومن سردار کو جو امیر حمزہؓ تھے شہید کیا، مگر آخر اسلام قبول کر لیا، اور اس کے بدلہ میں ایک ایسے خبیث و ملعون کفار کو قتل کیا جو اس کا خوب ہی بدلہ ہو گیا۔ +

بحرین عمان اور یمن وغیرہ میں انتظام اسلام

تاریخ الخلفا میں لکھا ہے کہ اس کے بعد حضرت صدیق اکبر نے بحرین کی طرف توجہ فرمائی اور وہاں علامہ بن حضرمی کو واسطے رفع فتنہ و فساد و ارتداد کے بھیجا کیونکہ اس جگہ کے لوگ مرتد ہو گئے تھے اسی طرح عمان کیطرف عکرمہ بن ابوجہل کو روانہ کیا وہاں کے لوگ مرتد ہو گئے تھے اور مہاجرین امیہ کو اہل یمن کی طرف ارسال کیا جن کے مرتد ہو جانے کی خبر معلوم ہوئی تھی اور زیاد بن لبید کو ایک اور جماعت مرتد شدہ کی درستی کے واسطے بھیجا۔ ان تمام مہمات میں سب صاحبوں نے حضرت صدیق کے حکم کی خوب تعمیل کی کفار میں سے جو لوگ مارے گئے وہ مارے گئے اور جو ان میں سے اسلام لائے وہ اسلام لائے سبحان اللہ ایک تھوڑے ہی عرصہ میں کہ ایک برس بھی نہ گزرا تھا کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے لاکھوں آدمیوں کو از سر نو مسلمان کیا اور ارتداد کا نام تک بھی عرب میں نہ رہا مگر بہت سے صحابہ کے شہید ہو جانے کا آپ کو سخت صدمہ و قلق تھا۔ ان مہمات کے علاوہ جسقدر شہر اور ملک حضرت صدیق اکبر کے عہد مبارک میں فتح ہوئے۔ اور جہاں جہاں تک دین اسلام ان کے وقت میں پھیلا ان سب کا حال مفصل و مشرح طور سے تاریخ فتوح الشام واقدی میں مذکور ہے جس کا ترجمہ اردو بھی ہو چکا ہے۔ شائقین اس کو مطالعہ کر کے بخوبی معلوم کر سکتے ہیں کہ اسلام کیا شے ہے اور مسلمان کس کو کہتے ہیں۔ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی کیا شان عالی ہے۔

حالات بیماری حضرت صدیق رضؓ

روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ ساتویں جمادی الآخر روز دوشنبہ سنہ ۱۳ ہجری کو میرے باپ (حضرت صدیق اکبر) نے غسل فرمایا اور وہ ٹھنڈا تھا پس آپ کو تپ ہو گئی اور وہ پندرہ دن تک نہ اٹھ سکے حتیٰ کہ وہ اس عرصہ میں نماز کے واسطے بھی نہ نکل سکے۔

روایت ہے شعبی سے کہ کیا توقع کریں ہم دنیا سے کہ زہر دیئے گئے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی اسی طرح زہر دیا گیا تھا۔

روایت ہے ابن سعد سے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے لوگوں نے اس کی اس حالت بیماری میں کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم طبیب کو بلائیں تاکہ وہ آپ کو آن کر دیکھے حضرت صدیق نے فرمایا کہ طبیب نے مجھ کو دیکھ لیا ہے اسپر انہوں نے عرض کیا کہ اس نے کیا کہا آپ نے فرمایا کہ اس نے یہ کہدیا ہے انی فعال لما ارید یعنے میں وہی کرتا ہوں جو خود چاہتا ہوں۔

واقدی نے متعدد طریقوں سے یہ روایت کی ہے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیماری زیادہ بڑھ گئی تو آپ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کو بلایا اور ان سے کہا کہ عمر ابن الخطاب کے حق میں تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے کہا کہ آپ کی رائے مجھسے بہتر ہے حضرت صدیق نے فرمایا کہ نہیں تم اپنی رائے کہو اسپر انہوں نے کہا کہ قسم ہے اللہ تعالےٰ کی جو رائے آپکی ان کے واسطے (یعنے ان کی خلافت کے لئے ہے) وہ بہت خوب ہے۔

پھر حضرت صدیق نے حضرت عثمان کو بلایا اور اسی طرح ان سے بھی پوچھا انہوں نے کہا کہ آپ کو ان کے حال کی مجھ سے زیادہ خبر ہے، آپ نے فرمایا کہ تم اپنی رائے کہو اسپر حضرت عثمان بولے کہ اللہ جانتا ہے کہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے بہتر ہے اور کوئی ان کی مانند ہم میں نہیں ہے۔

روایت ہے یسار بن حمزہ سے کہ حضرت علی المرتضےٰ نے اس مشورہ میں یہ فرمایا کہ میں سوائے عمر رضی اللہ کے کسی اور کی خلافت پر راضی نہیں ہوں۔ پھر پوچھا اُسید بن حضیر اور سعید بن زید سے اسپر اُسید نے کہا کہ اللہ جانتا ہے کہ وہ آپ کے بعد بہتر ہیں، کیونکہ وہ راضی ہوئے ہیں اللہ تعالےٰ کی رضامندی کے کام سے اور غصے ہوتے ہیں اللہ تعالےٰ کے غصے کے کام سے اور ان سے بڑھ کر اور کوئی اس کام پر مضبوط نہیں ہے۔

جب حضرت صدیق حضرت عمر کی خلافت کے واسطے ان کا اکابر صحابہ سے یہ مشورہ کر چکے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ آخر وقت ہے ابوبکر بن قحافہ کا دُنیا سے رُخصت ہونے کا، اور اب وہ دُنیا سے جانے والا ہے، اور یہ اوّل وقت ہے اسکی آخرت کا اور اب وہ داخل ہونے والا ہے راہ آخرت میں، جہاں ایمان لائیں گے کافر اور یقین کریں گے فاجر، اور تصدیق کرینگے کاذب بیشک میں نے اپنے بعد عمر ابن الخطاب کو اکابر مسلمین کے مشورہ سے خلیفہ کیا ہے۔ پس اے مسلمانو! تم سب اس کے قول کو سنو اور اس کی اطاعت کرتے رہو فی الحقیقت میں نے اس بارہ میں اللہ اور اُس کے رسُول اور اس کے دین اور اپنے نفس سے بے پروائی نہیں کی، اگر وہ عدل کریگا تو یہ میرا گمان اور میرا علم ہے، اس کی ذات میں اور جو اس نے خلاف اس کے کیا

تو فلکل امرءٍ ما اکتسب یعنے ہر آدمی کے واسطے وہی ہوگا، جو اس نے کمایا۔ اور میں نے اپنی طرف سے اس میں خیر کا ہی ارادہ کیا ہے، اور غیب کی خبر مجھ کو معلوم نہیں ہے،

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

یعنے قریب ہے کہ جان لیں گے ظالم لوگ کہ کس گروٹ پلٹے کھائیں گے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

پھر حضرت صدیق نے اس خلافت نامہ پر اپنی مُہر لگادی۔ اور حضرت عثمان کو حکم کیا کہ وہ حضرت عمر کو لوگوں میں لائیں، پس سب لوگ اُن سے راضی ہو گئے، پھر حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو اپنے پاس بلایا اور اُن کو وصیت کی بعد ازاں حضرت عمرؓ ان کے پاس سے چلے آئے، پھر حضرت ابوبکر نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور کہا کہ خداوندا یہ کام جو میں نے کیا ہے اس میں میں نے اصلاح مسلمانوں کی چاہی ہے، کیونکہ میں ان سے فتنہ کا خوف کرتا تھا، پس موافق اپنے علم کے میں نے ان پر اس کو مقرر کیا ہے، جو کہ ان سے بہتر اور قوی ہے، اور بڑا حریص ہے نیکی پر، اب یہ تیرے بندے ہیں اور ان کی پیشانیاں تیرے ہاتھ میں ہیں تو ان کی اصلاح کر دے، اور عمرؓ کو خلفائے راشدین میں مقرر فرما دے۔

حالاتِ وفاتِ حضرت صدیق

روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ حضرت صدیق کی موت کا سبب دراصل غم و وفات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھا، کیونکہ حضورؐ کی وفات کے دن سے وہ دل ہی دل میں غم کھاتے رہتے تھے اور اسی غم میں ان کا جسم

گھلتا جاتا تھا۔

ابن شہاب سے بسند صحیح روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حارث بن کلادہ دونوں شوربہ کھا رہے تھے، جو کہ حضرت ابو بکر کو بطور ہدیہ آیا تھا۔ پس کہا حارث نے کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اس میں زہر ہے، اور ایک برس میں اس کا اثر ہوگا، اور میں اور آپ دونوں ایک دن میں مرینگے پھر یہ دونوں ہمیشہ بیمار ہی رہتے تھے، حتےٰ کہ بعد ایک برس کے دونوں کا ایک ہی دن انتقال ہوا۔

مسند میں روایت کیگئی ہے حضرت امام حسن بن علی المرتضےٰ سے کہ جب حضرت ابو بکر کی وفات قریب ہوئی تو حضرت صدیق نے فرمایا کہ اے عائشہ رضہ یہ بکری کہ جس کا ہم دودھ پیتے تھے، اور یہ پیالہ جو تمہارے کام میں تھا اور یہ چادر جو ہم اوڑھتے تھے، یہ چیزیں مال بیت المال کے ہیں جبتک میں نے مسلمانوں کا کام کیا یعنے میں اُن کے کام میں مصروف رہا تب تک میں نے ان اشیاء کے استعمال سے فائدہ اُٹھایا۔ اب جبکہ میں مرجاؤں۔ تو یہ سب چیزیں حضرت عمر رضہ کو دے دیجیو، چنانچہ آپ کی وفات کے بعد حضرت عائشہ نے جس وقت ان سب چیزوں کو حضرت عمر رضہ کے پاس بھیجدیا۔ تو حضرت عمر یوں کہنے لگے کہ اللہ تعالےٰ رحم کرے تم پر اے ابو بکر رضہ تم نے اپنے بعد والوں کو مشکل میں ڈالا ہے، یعنے تمہارا ایسا بڑا تقوےٰ دیکھ کر ہم کو مشکل پڑگئی ہے

روایت ہے ابو بکر بن حفص سے کہ موت کے وقت حضرت ابو بکر نے کہا کہ اے عائشہ اے بیٹی میری۔ ہمنے کام مسلمانوں کا کیا ہے، اور اس کام کے بدلے میں ہمنے ایک درم اور نہ کوئی دینار لیا ہے، البتہ ہمنے کھانا کھا لیا ہے، جسقدر کہ ہمارے پیٹوں میں آیا اور تن پوشی کے لئے ہم موٹا کپڑا

پہنتے رہے ہیں اب میرے پاس مسلمانوں کے مال سے کچھ باقی نہیں نہ تھوڑا نہ بہت۔ لیکن یہ غلام حبشی۔ اور یہ اونٹنی اور یہ چادر۔ جب میں مر جاؤں تو یہ سب کچھ حضرت عمرؓ کو بھیج دینا۔ سو یوں ہی کیا گیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب میرے باپ حضرت صدیق اکبرؓ کی موت کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے پوچھا کہ آج کیا دن ہے لوگوں نے کہا کہ آج پیر کا دن ہے۔ فرمایا کہ اگر آج رات کو مر جاؤں تو دیر نہ کرنا یعنے رات کو ہی دفن کر دینا کیونکہ مجھ کو وہ دن محبوب ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب ہے

روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ میرے باپ حضرت صدیق نے مجھ کو ایک درخت کھجور کا اپنی حالت صحت میں ہبہ کیا تھا۔ مرض الموت میں فرمایا کہ اے بیٹی قسم ہے اللہ تعالےٰ کی مجھ کو اب تجھ سے زیادہ کوئی آدمی محبوب و عزیز نہیں مگر تجھ کو اللہ کی طرف سے غنائے قلبی حاصل ہے اور تو انشاء اللہ تعالےٰ میرے بعد محتاج نہیں ہوگی میں نے تجھ کو جو درخت کھجور کا ہبہ کیا تھا اب اس کو اپنے دونوں بھائیوں اور ہر دو بہنوں پر موافق حکم کتاب اللہ کے تقسیم کر لیجیو۔ اسپر میں نے عرض کیا کہ میری ایک ہمشیرہ ہے اسماء۔ دوسری ہمشیرہ کونسی ہے؟ فرمایا بیوی میری حاملہ ہے۔ امید ہے کہ اس کے ہاں لڑکی ہوگی چنانچہ روایت ہے ابن سعد سے کہ بعد وفات آپ کے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی اور اس کا نام ام کلثوم رکھا گیا۔

روایت ہے ابن سعد رضی اللہ سے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے مال میں سے پانچویں حصہ کی وصیت کی اور ایسا ہی حضرت علیؓ نے کیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب میرے باپ حضرت صدیقؓ کو سکرات موت شروع ہوئی تو میں شعر غم کا پڑھنے لگی۔ فرمایا یوں نہیں بلکہ کہو:۔

جاءت سکرۃ الموت

عبادہ بن قیس سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت ابو بکرؓ نے وقت موت کے کہ میری ان دونوں چادروں کو دھو لینا اور انہی میں مجھ کو کفنانا۔

ابن ابی ملکیہ سے روایت ہے کہ حضرت صدیق رضؓ نے وصیت کی تھی کہ مجھ کو میری بیوی اسماء بنت عمیس غسل دیوے اور ان کی مدد میں ان کا بیٹا عبدالرحمن رہے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب آپ نے پوچھا کہ آج کیا دن ہے اور لوگوں نے کہا کہ پیر کا دن تو فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ مجھ میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک دن اور ایک رات کا فاصلہ ہو سو منگل کی رات تھی کہ آپکا انتقال ہوا اور قبل نماز صبح آپ دفن ہو گئے۔

سعید ابن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے آپکے جنازہ کی نماز درمیان حجرہ مبارک اور منبر مبارک نبوی کے پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔

عروہ اور قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ آپ کی وصیت تھی کہ مجھ کو پہلوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں دفن کرنا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ مبارک کی سیدھ میں ان کا سر رکھا گیا اور قبر ان کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے ساتھ ملا کر ملائی گئی۔

آثار الجزر میں حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت طلحہ اور حضرت عبداللہ بن عمر اور سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق کی وفات ہوئی تو مکہ معظمہ ایک شور سے گونج اٹھا۔ حضرت صدیق کا باپ ابو قحافہ وہیں تھا اس نے کہا کہ یہ کیا زلزلہ ہے۔ لوگ بولے۔ کہ انتقال ہو گیا ہے تمہارے بیٹے ابو بکر کا کہا کہ بڑی مصیبت کی بات ہے۔ پھر پوچھا کہ اب کون خلیفہ ہوا۔ لوگوں نے کہا عمرؓ بولا کہ وہ صاحب ان کا تھا۔ مجاہد سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنا حصہ نہ لیا اور

حضرت صدیق کی اولاد کو دے دیا۔ اور حضرت صدیق کی وفات کے ۶ ماہ بعد ستانوے برس کی عمر میں انتقال کیا۔ یہہ حالات تاریخ الخلفا میں مذکور ہیں۔

روضتہ الاحباب میں مرقوم ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات میں یہ خواب دیکھا تھا کہ تین چاند میرے گھر میں گرے ہیں۔ اس کی تعبیر حضرت ابوبکر سے پوچھی فرمایا خیر ہے۔ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم حجرے میں دفن ہوئے فرمایا ایک بڑا چاند ان تین چاندوں میں کا یہ ہے پھر بعد میں حضرت عائشہ کو یہ معلوم ہو گیا کہ باقی دو چاند حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ہیں جو کہ آپ کے حجرے میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدفون ہو کر پورے تین چاند ہو گئے۔

شواہد النبوۃ میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر نے وصیت کی تھی کہ میرے جنازہ کو قریب روضۂ مبارک کے رکھدینا اور کہنا کہ السلام علیک یا رسول اللہ یہ ابوبکر ہے جو آپ کی چوکھٹ پر حاضر ہوا ہے اور دروازہ کھلجائیگا تو اندر رکھنا ورنہ بقیع میں دفن کرنا جب اسی طرح کیا تو ابھی یہ کلمہ تمام نہ ہوا تھا کہ پردہ دور ہوا اور ایک ایسی آواز آئی جو کہ ہم سبھوں نے سنی کہ لاؤ حبیب کو طرف حبیب کے اور یہ بھی شواہد میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ نے عرض کی تھی کہ یا رسول اللہ اجازت ہے کہ میں آپ کے پہلو میں دفن ہوں فرمایا تمہارا دفن ہونا میرے پاس کیونکر ہو گا یہ جگہہ تو ۴ آدمی کی ہے میری اور ابوبکر اور عمر اور عیسے ابن مریم کی صلواۃ اللہ علیہم ابن عمر رض سے روایت ہے کہ دو برس سات مہینے آپ نے خلافت کی۔

خطبہ حضرت علی المرتضے بروفات صدیق رض

تاریخ الخلفاء و مجموعۃ الفوائد میں مذکور ہے کہ حضرت ابوبکر کو جب غسل

دے کر کفنایا اور اوپر چادر ڈالی گئی تو اس وقت اہل مدینہ کو ایسا صدمہ ہوا کہ ان کے رونے سے مدینہ شریف گونج اٹھا جیسا کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات میں ہوا تھا پس اس وقت اس جگہ حضرت علی المرتضیٰ روتے ہوئے اور انا للہ پڑھتے ہوئے جلدی جلدی آئے اور فرمایا کہ آج قطع ہو گئی خلافت نبوت کی پھر دروازے کے اندر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ رحمت کرے تم پر اللہ تعالےٰ اے ابوبکر۔ تم دوستدار تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور غمخوار تھے ان کے۔ اور راحت پہنچانے والے تھے ان کو۔ اور معتقد تھے۔ تم ان کے اور محل خلوت و مشورت تھے تم انکے۔ اور بڑی عنایت تھی ان کی تم پر۔ اور بڑے کام کرتے تھے تم دین کے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات خاص کے اور بہت قوی تھے تم اسلام میں اور مبارک تھے تم سب صحابہ پر اور ہر دم تم کو حاصل تھی صحبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اور بہت ہیں مناقب تمہارے اور نہایت مشابہت رکھتے ہو تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ خدا کی معرفت میں اور نیکی اور میانہ روی میں۔ اور رحمت اور خوش خلقی میں اور فضل میں اور شریف تھے تم قوم کے مرتبے میں اور بزرگ تھے تم دربار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں۔ اور نزدیک تھے تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بمنزلہ کان اور آنکھ ان کی کے سچا کہا تمنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب دن جھوٹا کہا انہیں ان لوگوں نے پس نام رکھا تمہارا اللہ تعالےٰ نے صدیق۔ اور فرمایا حق تعالےٰ نے کہ الذی جاء بالصدق وصدق (یعنے وہ جو لایا صدق اور تصدیق کی اس کی یعنے الذی جاء بالصدق رسول اللہ تھے۔ اور صدق یہ صدیق اکبر ہیں) اور یاری اور مدد کی تمنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر رنج اور سختی میں جان و دل سے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے ثانی اثنین اذ ھما

فی الغار (یعنے تم دوسرے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ غار میں)
اور نازل کی اللہ تعالےٰ نے تمپر تسکین۔ اور رفیق تھے تم سفر ہجرت میں رسول اللہ کے
اور خلیفہ تھے تم دین اللہ تعالےٰ کے، اور خوب انتظام کیا تمنے خلافت میں، جبکہ مرتد
ہو گئے تھے کچھ لوگ اور قائم رہے تم ایسے کہ نہ قائم رہا کوئی خلیفہ کسی نبی کا اور کھڑے
ہو گئے تم اللہ تعالےٰ کے کام میں، اس وقت جبکہ ہم سب بیٹھے ہوئے تھے، اور مردانگی
کی تمنے ایسے وقتوں میں جبکہ سست ہو گئے تھے سب اصحاب، اور لازم پکڑا تمنے رستہ سیدھا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا، خلافت میں، اور نہ خلل ہوا تھا تمہاری خلافت میں
کسی طرح کا اور نہ طعن کر سکا پھر کوئی منافق۔ اور نہ کوئی کافر، اور نہ کوئی فاسق، اور نہوا
تمپر سے کوئی باغی، اور کلام کرتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تم اسوقت جبکہ کسی
صحابی کو مجال کلام نہ ہوتی تھی، اور پیرو تھے تمہارے صحابہ حضرت کے وقت میں
اور تھے تم دھیمی آواز والے خوش خلقی کے ساتھ۔ اور بہادر اور شجاع تھے تم اصحاب
میں، اور خوب سرانجام کرنیوالے تھے تم تمام کاموں کے، اور ہمیشہ نیک بات بولنے والے
تھے تم منہ سے۔ اور تم بہت چپکے رہنے والے اور بہت ہی پہنچ کی بات کہنے والے
تھے، اور تم خود بہت عمدہ تھے، اور تمہارے سب عمل بھی بہت عمدہ تھے، قسم ہے اللہ
عزوجل کی تم عزت کرتے تھے دین اسلام کی۔ اور تم رحمت میں مومنوں کے باپ تھے
اور مومن سب تمہارے بال بچے تھے، تمنے ان سبکا بوجھ اٹھالیا تھا۔ جبکہ وہ بالکل عاجز
و ناتوان تھے، اور اپنا بوجھ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ اور تم کافروں پر عذاب سخت کرنے
والے تھے۔ اور قریب و بعید سب تمہارے نزدیک برابر تھے، پس ملا دیا ہے اللہ
نے تم کو اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اور نہ محروم کرے اللہ تعالےٰ ہم کو اجر تمہارے
سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

جب حضرت علی المرتضےٰ یہ تمام محاسن آپکے بیان فرما چکے تو سب صحابہ رسول صلعم کے

بہت ہی روئے حتیٰ کہ ان سب کی آواز بلند ہو کر ایک گونج سی پیدا ہو گئی پھر سب نے یہ کہا کہ اے واما در سول اللہ صلعم کے آپ نے یہ جو کچھ کہا ہے بالکل سچ سچ کہا ہے۔

مرویات احادیث جو حضرت صدیق رضؓ سے مذکور ہیں

امام نووی نے اپنی کتاب تہذیب میں حضرت صدیق کی روایات احادیث کے بارہ میں لکھا ہے کہ حدیثیں جو حضرت صدیق اکبر سے روایت کیگئی ہیں ان کی تعداد ایک سو بیالیس ہے اور وہ سب تاریخ الخلفائے سیوطی میں مذکور ہیں ان کے علاوہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ اور بھی بہت سی حدیثیں یاد تھیں نیز آپ کو علم قرآن اور اس کے مطالب پر بھی بہت عبور حاصل تھا، چنانچہ اس بارہ میں آپکے فضائل و مناقب اسے حدیث کی کتابیں معمور ہیں اور جو حدیثیں آپ سے روایت شدہ ہیں وہ کتب حدیث میں اپنے اپنے موقع پر مفصل درج و مذکور ہیں، اسجگہ پر خوف طوالت سے درج نہیں کیا گیا *

حضرت صدیق کے عیال و اطفال کا حال

تاریخ خلفاء [illegible]

منذرجہ ذیل کتب کے علاوہ ہر قسم کی کتابیں ہمیشہ تیار رہتی ہیں

مشاہیر اسلام — کشکول کلیمی اردو

اعلان

واضح ہو کہ ہمارا اسلامی کتبخانہ عرصہ پچاس سال سے جاری ہے جس میں ہر ایک قسم کی کتابیں مثلاً عربی فارسی اردو مطبوعہ مصر و استنبول بمبئی دہلی کانپور لکھنؤ وغیرہ اور معہ آلۂ ا

یعنے سوانحعمری حضرت شیخ محی الدین بن عربی رح و سید محمد جونپوری و احمد شاہ ابدالی و الپ ارسلان و فردوسی مجموعہ سوانحات جناب خواجہ محمد عباد اللہ صاحب اختر بی اے مدرسی کی مشہور تصنیف سے ہے جسمیں مفصلاً تمام حالات

حاوی مسائل تصوف و ذکر و اشغال مصنفہ حضرت شاہ کلیم اللہ صاحب جہان آبادی سے اس کے مطالعہ سے کل درجات تصوف و ذکر و طریق ذکر و اذکار وغیرہ حاصل ہو سکتے ہیں اسکی موجودگی میں کسی دوسری کتاب تصوف کی ضرورت نہیں رہتی ۵